رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



إنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوى القرية

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی بغرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

اطلاع

اخبار سب خریداران کے نام وقت مقررہ پر دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔ جس صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے اوسکو چاہیئے کہ جو پرچہ نہیں پہونچا وہ پرچہ اخبار کی اگلی اشاعت تک طلب کرین ورنہ بعد میں وہ پرچہ مطلوبہ نہیں ملے گا۔ منیجر۔

نمبر (۱۴) قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ صفر سنہ ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ

(۱) اس جلسہ میں ابو الکلام ایک لائق لکچرار نے "اسلام زمانہ آیندہ میں" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آجکل بلحاظ علوم و فنون و تمدن و حصول ذرائع اشاعت و تحریکات مذہبی کے عیسائیت ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دین اسلام کے مقابل ہے۔ اس فقرے سے اتنا ثابت ہوگیا کہ یہ زمانہ صلیبی زور کا زمانہ ہے۔ پھر کہا کہ یہ مذہب عیسوی ہرگز آیندہ زمانے میں مہذب اقوام کا مذہب نہیں رہ سکتا کیونکہ اسکی بنا اس لغو عقیدہ پر ہے کہ "مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا"، حالانکہ اسلام میں ایسے خوارق کا نام ونشان نہیں۔ آپکے ایسا کہنے پر تین چار ہزار سے زیادہ مسلمانوں سے ایک بھی نہیں بولا۔ اور نہ اسکی تردید کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مساعی جمیلہ کے مشکور ہو رہے ہیں۔ بس یہی بات ہے جسے حضور مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ کسی احمدی کی زبانی یہ بات سنیں۔ تو اس کا توسن نفس چراغ پا ہو جاتا ہے:۔

(۲) میاں عبد العزیز صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے لکچر کے دوران میں کہا کہ میری آرزو ہے۔ ایک امام ہو اور جسکے کروڑ مسلمان آمین کہنے والے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت امام کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر انکھوں پر کچھ ایسا پردہ پڑا ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔

(۳) ایک شاعر نے بر سر اجلاس یہ شعر پڑھا جسے مکرر پڑھوایا اور بڑی خوشی و توجہ سے سنا گیا ـ

ہے جانتے وقت نزول عیسیٰ مریم۔ مگر کچھ چارۂ دردِ دل مجبور ہو جائے
اس سے معلوم ہوا کہ نزول مسیح کا وقت یہی ہے تبھی تو طبائع ایسی بیقراری کیسا تھ انتظار کر رہی ہیں۔ (محمد ظہور الدین۔ الکمل)

بزرگوں کی طاعت کا فائدہ

میں قادیان میں اپنے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کر چکا تھا گھر اپنے آنے کے وقت سے اطلاع دیدی تھی۔ چھ سات اور دوستوں کو بھی لکھدیا تھا کہ فلاں روز ملونگا۔ چونکہ مجھے بخار ہو رہا تھا اسلئے طبیعت سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ ان حالات کے ماتحت میں نے اپنے محسن مخدوم (از من بر من مہربان تر) حکیم الامۃ سلمہ اللہ سے اجازت طلب کی۔ تو آپ نے خدا جانے کس نور کشف سے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کل آپ جائیں۔ اگرچہ اجازت کا نہ ملنا مجھے سخت ناگوار گذرا۔ مگر میں نے اپنے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل طوعاً وکرہاً کر ہی دی۔ کرہاً میں نے اسلئے کہا کہ طبیعت گھبرا رہی تھی اور کئی دوستوں سے وعدہ خلافی لازم آتی۔ اب مجھے انعام کیا ملا۔ کہ صبح ایک جنازہ ہوگیا اسکی تجہیز وتکفین میں مجھے کئی ایک مسائل معلوم ہوئے۔ حضرت امام الزمان کی امامت میں نماز جنازہ نصیب ہوئی اور یہ فخر باہر رہنے والوں میں سے کسی خاص خوش نصیب ہی کو ملتا ہے۔ پھر دیکھئے کہ جس یکہ پر میں نے جانا تھا اس میں آٹھ آنے مقرر تھے۔ ایک برات آگئی اور ہم دو آنے دیکر بٹالہ تک پہونچے۔ اسکے علاوہ چار اور فوائد ہیں جن کا تعلق میری قلبی ذوق و دلی آرزو سے ہے کہ عام طور سے ظاہر نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ رستے میں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ میں وقت مقررہ پر ہی گھر پہنچ گیا۔ رستہ میں ایک کام جسکے لئے تین دن تھے۔ دو دن میں ہوگیا اسطرح وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی۔ (الکمل)

شاعرانہ مذاق

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قادیان میں ملان خیالات کے لوگ ہی رہتے ہیں۔ لیکن میں انہیں بتاؤنگا کہ ہمیں زندہ دلی بھی ہے۔ صرف دینی خیالات کیوجہ سے ان امور کو لغو سمجھ کر ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

مکرم ومعظم میر ناصر نواب کے ہاتھ میں پھول تھے۔ آپ ایک شاعر رفیق کو دیکھکر فی البدیہ کہا ؎

گلدستہ بنا کے لائے ہیں ہم | ہاتھوں میں ہمارے ہے یہ تاثیر
احباب کی آنکھ میں ہیں پھول | اور چشم عدو کی واسطے تیر

دوسرے مہربان نے فی البدیہ کہا

چند گل را بدست خود بستہ | کردہ نام آن تو گلدستہ
آن نہ گلدستہ بود بل گل چند | وہ چہ بود انشا گلدستہ

مزار مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

اس پاک مزار پر صبح جبکہ گریبان سحر چاک ہو چکا تھا۔ اور چشم شفق خون آلود تھی۔ گیا۔ دیکھا کہ ایک کچی قبر میں وہ شیر نیستان فصاحت سوتا ہے۔ دیکھتے ہی جی بھر آیا اور یہ چند اشعار زبان سے بیساختہ نکل گئے۔ ناظرین مجھے معاف فرمائیں اگر ان میں کوئی غلطی ہے یا خاص ترتیب نہیں کیونکہ یہ بے اختیاری کی کیفیت سے نکلے ہیں کچھ تبدیلی نہیں کی جیسے منہ سے اسوقت نکلے ویسے ہی لکھ دیئے۔

انوار حق برستے ہیں تیرے مزار پر | نازل فرشتے ہوتے ہیں اس مرغزار پر
عبد الکریم مرتے ہیں تیرے فراق میں | ہاں اک نگاہ لطف ہو بس سوگوار پر
سوتا ہے تو لحد میں تجھے کیا خبر کہ یاں | کیا کیا گذر رہی ہے دل بیقرار پر
کچھ رحم کرکے حال عقیدت شعار پر | بجلی گرا دیئے دل مضطرار پر
تاثیر ڈالتا تھا عجب دل فگار پر | یاں چلا مجھے اسی طرز خمار پر
نگہ کرم تھی آپ کی جو خاکسار پر | صد آفرین طرز کلام نگار پر
یہ ختم ہو چکا ہے جو انگ یار پر | لیٹے ہوئے پڑے ہیں جو منگ مزار پر
سبقت لیکے پہنچ گیا اعلیٰ منار پر | بالکل ہوا ہے ساختہ پھرتے ہیں کار پر
عبد الکریم سی ہوا امامت ہزار پر |
یکبار روئے منور دکہا مجھے | قرآن سنا ہمیں داؤدی لحن میں
ڈوبا ہوا وہ ذوق میں تیرا کلام تھا | وہ عاشقانہ رنگ لاویز تھا عجب
ہاں ہاں دائی ہیں مجھے دن رات بار بار | شیعہ کو کیا دبایا کہ خاموش ہوگئے
کردیا محو آپ کو حب رسول میں | اٹھ دیکھ تیرے چاہنے والوں کا کیا حال
تیرا امام پاک ترقی کی دوڑ میں | ایسا گیا ہے زلزلہ نے سبکو مضمحل
یارب مجھے بھی ایسا ہی اخلاص بخشدے |

جنت میں تجھ کو اعلیٰ مدارج نصیب ہوں
الکمل تیرا چمن رہے دائم بہار میں

تازہ الہام اور کشوف

۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء۔ فرمایا آج رات بیماری کی حالت میں الہام ہوا تھا
"اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَارْحَمْنِیْ"
ترجمہ۔ مجھے اپنی طرف سے شفا بخش اور رحم کر۔
فرمایا۔ چند روز ہوئے۔ کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھلائی گئی۔ اور پھر الہام ہوا۔
"وَیْلٌ لِّهٰذِهِ الْاِمْرَأَةِ وَبَعْلِهَا"
ترجمہ۔ اس عورت کے لئے عذاب مقدر ہے اور اس کے خاوند کے لئے بھی۔

عذاب الٰہی کی قہری تجلّی کا نیا ظہور

خدا تعالیٰ کے راستبازوں کی تکذیب اور استہزا کبھی اچھے نتیجے پیدا نہیں کیا کرتا۔ پہلے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اللہ تعالیٰ کی اس قہری تجلّی کے نئے ظہور کا مختصر سا ذکر کیا ہے جسنے اٹلی میں ماتم برپا کر دیا ہے۔ چونکہ الٰہی سلسلہ کے لوازمات میں سے یہ امر ہے کہ بعض امور انہیں ابتلا کا پہلو ساتھ ضرور رکھتے ہیں اسی وجہ سے باوجودیکہ اس تباہ کن زلزلہ کی خبر پر جو کوہ ویسو ویس کی آتش فشانی کے ساتھ آیا عبرت حاصل ہونی چاہیئے تھی مگر خدا سے دور لیجانے والی روحیں لوگوں کو یہ کہکر گواہ کر رہی ہیں کہ اٹلی کے زلزلہ کو قادیانی پیشگوئیوں سے کیا تعلق؟

افسوس یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ الہام الٰہی کل دنیا پر حاوی ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی رسالت اپنے متبوع اور مخدوم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خادم ہونیکی حیثیت سے کل دنیا کے لئے ہے اور وہ الہام جو خدا تعالیٰ کے زور آور حملوں کا ہے اس میں صاف طور پر دنیا کا لفظ ہے جیسا فرمایا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

اب دنیا اگر کل معمورہ عالم سے مراد نہیں تو کیا خاص قطعہ ہے؟ علاوہ بریں ۹ مارچ کو جو پیشگوئی نظم میں زلزلہ کی شائع کی گئی ہے اس میں صاف طور پر اپنے فرمایا ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
اے اب غیرت اسکی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

ان دو تین شعروں پر غور کرو کہ عذاب کی نوعیت، اور اسکی وسعت کو پہلے ہی بیان کر دیا ہے گویا اکناف عالم میں یہ عذاب ظاہر ہونے کو ہے۔

اٹلی کی تباہی اور بربادی کی خبریں ابھی تازہ ہی ہیں کہ امریکہ کے ایک اور قطعہ سے زلزلہ کے ذریعہ مزید تباہی کی خبریں پہونچی ہیں۔ اس سے پہلے بھی امریکہ کے ایک حصہ کولمبیا میں زلزلہ اپنا قیامت خیز نظارہ دکھا چکا ہے اور والپریسو میں جو تازہ تباہی ہوئی ہے وہ بھولی نہیں۔ اب تازہ ترین خبریں سان فرانسسکو کے تباہ ہونے کی آئی ہیں۔ اسپر کچھ اضافہ کرنا فضول ہے صرف ان تار برقی کی خبروں کا درج کر دینا ہی اہل دل لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اپنے مامور و مرسل پر ظاہر کیا ہے **پچاس ساٹھ نشان ظاہر ہونے والے ہیں۔** میرا دل ڈرتا ہے کہ سب کے سب وہ قہری نشان ہی نہ ہوں (خدا تعالیٰ محفوظ رکھے) لیکن اس سلسلہ میں جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہ قہری تجلّیوں کا نمونہ ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے مامور کی تکذیب سے باز آؤ تم کب تک خدا کی باتوں کو جھٹلاؤ گے۔ خدا آخر منوا کر چھوڑے گا مگر اسوقت کیا فائدہ ہوگا جب پوری تباہی اور بربادی ہو چکی ہوگی۔

لاہور کے ایک آریہ اخبار پرکاش نے پچاس ساٹھ نشانوں کے الہام پر اپنی تازہ اشاعت ۱۷ اپریل میں ہنسی کی تھی کہ "اگر یہ الہام پورا ہو گیا تو سمجھ لو دنیا کی خیر نہیں کیونکہ جب دو نشانوں نے ہی دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے تو پچاس ساٹھ نشانوں سے شاید دنیا رہے ہی یا نہ"

اب وہ دیکھے کہ آیا الہام پورا ہو رہا ہے یا نہیں؟ مگر جنکے دل مسخ ہو چکے ہوں انہیں کو سوجھائے۔ ان تار برقیوں کا ترجمہ ناظرین کی عبرت کے لئے درج ذیل ہے۔

(۱) لنڈن۔ ۱۹ اپریل۔ (بعد کی خبر) جنرل فنسٹن کمانڈر سانفرانسسکو نے کل شام کے وقت رپورٹ کی کہ ایک ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ ایک لاکھ آدمی بے خانماں ہیں خیموں اور غلہ کی اشد ضرورت ہے شہر کے اوپر تاریک دھوئیں کے بادل جھوم رہے ہیں۔ جو سمندر سے نظر آتے ہیں۔ گویا آتش فشان پہاڑ پھوٹ پڑا ہے

(۲) **غضبناک بربادی**:۔ تمام عالیشان عمارات ہوٹل۔ تھیٹر بیٹھ گئے۔ اور جلکر خاکسیاہ ہو گئے۔ جاپانیوں اور چینیوں کے محلے بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

(۳) **زلزلہ کا اثر**:۔ ریاست کیلیفورنیا کے شہر سینٹا کروز مونٹرلی، رگالرائے۔ اور ہاکسٹر برباد ہو گئے۔ اور بیسیوں آدمی مر گئے۔ سینٹا کروز میں دو سو آدمی مر گئے۔ اور دس ہزار بے گھر ہو گئے ہیں۔ سانفرانسسکو میں جہازوں کو نقصان نہیں پہونچا ہے۔ لیلینڈ اور سٹانفرڈ کی یونیورسٹیوں کو بھی بہت نقصان پہونچا۔

(۴) ۱۹ اپریل۔ امریکہ میں زلزلہ:۔ جنرل فنسٹن رپورٹ کرتے ہیں کہ سانفرانسسکو عملی طور پر برباد ہو گیا ہے اور آگ بے اختیار ہو رہی ہے اسوقت دو لاکھ آدمی بے خانماں ہیں۔ اشیاء خوردنی نایاب ہیں کیونکہ ذخائر غلہ سب برباد ہو گئے۔ گورنمنٹ اشیاء خوردنی کا ایک معقول مقدار بھیج رہی ہے ہر شہر سے امداد چلی آرہی ہے سینٹ نے ۵ لاکھ ڈالر امداد کیلئے منظور کئے ہیں۔ ہوٹلوں کے رہنے والے بالکل محفوظ ہیں۔ البتہ شہر میں بہت سے آدمی مر گئے ہیں۔

(۵) (بعد کی خبر) شہر سانفرانسسکو کے تین حصوں میں ابتک آگ جل رہی ہے۔ شب گذشتہ کو چند عمارتیں ڈائنامیٹ سے اڑائی گئیں تاکہ آگ رک جائے لیکن ابھی کامیابی نہیں ہوئی۔

(۶) کروڑپتیوں کی بربادی اور انکی ہمدردی سانفرانسسکو کے تمام کروڑپتیوں کے مکانات برباد ہو گئے ہیں۔ [illegible] دیگر کروڑپتی تباہ حال لوگوں کی دستگیری کیواسطے معقول رقوم بھیج رہے ہیں۔ (۷) (۲۰ اپریل) مُردوں کا شمار اندازہ کیا جاتا ہے کہ سانفرانسسکو میں پانچ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن اس تعداد کی تصدیق نہیں کی گئی ہے۔

قیامت خیز منظر۔ کل کا نظارہ قیامت خیز تھا۔ چار حصوں میں ہولناک آگ لگ رہی تھی۔ اور بیس ہزار آدمی ... یارک میں تھا۔ گرمی آگ کی تندی اور تیزی کیوجہ سے سمندر میں کودنے پر مجبور ہونے لگے تھے۔ لیکن خیر گذری کہ ہاتھوں ہاتھ صدہا آدمی بچ گئے۔ بیسیوں آدمی جلکر مر گئے۔ کہا جاتا ہے سمندر کی ایک لہر نے مینل جزیرہ اور

ثناء اللہ امرتسری کی کرتوت

نہ پنداری کہ چشمش رسمِ عیاری نمی داند
نماید آنچناں خود را کہ پنداری نمے داند

جب سے الحکم نے امرتسری مولوی فاضل کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اسوقت سے اسکی شوخی اور بیباکی میں بیش از بیش اضافہ ہوا ہے۔ الحکم کا اسکی تحریروں پر نوٹس نہ لینا اسوجہ سے نہیں کہ وہ لاجواب ہوتی ہیں بلکہ محض اسوجہ سے کہ ؎

آنکس کہ بہ قرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

امرتسری مولوی فاضل کی ساری محنت و مساعی کا خلاصہ چند چلتے ہوئے فقرے اور شعر ہوتے ہیں جو انہیں محل بے محل کہدینا اپنی قابلیت اور فضیلت کا مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی تحریروں میں سے اصل مطلب اور سوال کو چھوڑ کر خارج از بحث امور پر گفتگو کرنا انکے لئے معمولی امر ہے۔ میر قاسم علی صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ امرتسری مولوی فاضل اور سہسوانی بزرگ کے کمالات کو برہنہ کر کے رکھ دیا ہے وہ اہل حدیث فرقہ کیلئے قابل غور ہے۔ سہسوانی صاحب کے پاس فاضل امروہی کا خط لیجانیوالوں میں سے ایک ایڈیٹر الحکم بھی ہے جو گفتگو سہسوانی صاحب نے اسوقت کی اور جسطرح پر اپنی کمزوری کا اظہار صاف لفظوں میں کیا اور جسطرح پیچھا چھڑا کر فاضل امروہی کے پاس پہونچنے کا وعدہ کیا وہ ایک ایسا راز ہے کہ اب غالباً اسے طشت از بام کرنا پڑیگا۔ اسوقت امرتسری مولوی فاضل کو معلوم ہوگا کہ سہسوانی صاحب نے کیا کہا اور کیا کیا تھا۔ بہرحال میری غرض اسوقت صرف یہ ہے کہ اب امور متنازعہ کا فیصلہ ایک جلسہ خاص سے ہی ہو سکتا ہے جسکا ذکر میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب نے کیا ہے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی محمد بشیر صاحب کو حلف اٹھانیکے لئے امرتسر میں بلوائیں اور وہ شرعی حلف اٹھائیں تو [illegible] کے ساتھ میں ہی ایکسو روپیہ انعام دونگا صرف اس حلف کے ساتھ اتنا اور اضافہ کریں کہ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر گیا ہے اور پھر وہی اتریگا اور جناب مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعوی مسیح موعود میں جھوٹے اور مفتری علی اللہ ہیں۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو" اس قسم سے اس امر کا بھی فیصلہ ہو جائیگا کہ جو کچھ انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ انکا دلی عقیدہ ہے۔ کیونکہ میرے ساتھ جو گفتگو انکی ہوئی جسکا ذکر کیا جاویگا (انشاء اللہ) اس سے انکا یہ مذہب ثابت نہیں ہوتا بہرحال امرتسری مولوی فاضل ساری بحثوں کو چھوڑ کر اسی فیصلہ کرلے۔ اور خود ہی **اعجاز احمدی** کے اس چیلنج کے موافق فیصلہ کر لے تاکہ آئے دن کے جھگڑوں کا خاتمہ ہو اور حق **صادق** کی عزت ظاہر ہو۔ ایسی لمبی تمہید کے بعد میر قاسم علی صاحب

ثناء اللہ امرتسری کا دجل

ہم نے ایک اشتہار جسکا عنوان یہ تھا "مولوی محمد بشیر صاحب اہلحدیث کی خلوت اور جلوت کا راز" طبع کرا کر دہلی میں تقسیم کیا ہے۔ اور وہ اشتہار الحکم مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء میں بھی درج ہوا تھا چونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سہسوانی بزرگ کے اس علم و فضل زہد و تقویٰ کا اظہار پبلک پر کیا گیا تھا جسپر اہل حدیث کو فخر ہے۔ اسلئے بہت سے نیم ملّان ہمارے اس اشتہار سے کبیدہ خاطر ہو کر جھنجلا اٹھے۔ جنمیں ثناء اللہ امرتسری بھی ہے۔ جو نہایت از خود رفتہ ہو کر اپنی عادت قدیمہ کے موافق اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶ اپریل ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ میں بڑی دلیری سے حق پر باطل کا ملمع چڑھا کر گندہ دہانی سے دجّالی چال چلا ہے اور بیہودہ باتیں جو سراسر دجل اور کذب ہیں لکھکر اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے اور اپنے دجل کے ثبوت میں مولوی محمد بشیر سہسوانی جامع علوم و فنون کا ایک خط نقل کر کے حق کو ملتبس کرنے کی کوشش کی ہے جس سے نامرادی اور ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں کر سکا۔ اور سہسوانی بزرگ نے بھی حسب مقولہ مشہور "دروغگو یم برروئے تو" سراسر جھوٹ اور مفتریانہ تحریر لکھکر اپنے محسن امرتسری کو تشفی و تسلی دلائی ہے اسلئے ہم دونوں کے دجل کو طشت از بام کر کے امرتسری دجال سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی قول و فعل اہل حدیث کے ہونے ہیں جو تم نے بیان کئے ہیں۔ اور براہ مہربانی وہ حلفیہ ہمارے اس مضمون کی تردید کر کے پبلک کو انتظار کی تکلیف سے مخلصی بخشیں۔

ناظرین ہم نے اشتہار مذکور میں سہسوانی کی دو تحریریں جو بتفاوت تین ماہ کے یکے بعد دیگرے لکھی تھیں شائع کر کے سہسوانی بزرگ سے معہ دیگر سوالات کے جواب طلب کیا تھا کہ ان ہر دو تحریروں میں جو ایک ہی قلم و زبان سے سرزد ہوئی ہیں اسقدر اختلاف کیوں ہے؟ سہسوانی نے تو ابتک کوئی جواب نہیں دیا مگر آپکے نیم بسمل امرتسری نے سیاہ داغ کو مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ہیں جس کا ذکر ہم آگے اسی مضمون میں کرینگے۔ اول ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ وہ تحریریں سہسوانی کی کیا تھیں۔ سہسوانی ممدوح نے ایک خط امروہوی دامت برکاتہم کے جواب میں ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کو لکھا تھا۔ جس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا تھا کہ سہسوانی سید محمد احسن صاحب امروہی کو سچا مومن پکا مسلمان سمجھتا ہے چنانچہ اوسکے خط میں مندرجہ ذیل فقرات اس خیال کو پختہ کرنے والے بلکہ یقین دلانیوالے موجود تھے۔ اوّل۔ شروع خط میں یہ فقرہ تھا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" دوئم کتابیں مصنفہ امام الزمان علیہ السلام مولوی صاحب نے سہسوانی کو بھیجی تھیں۔ جن کی بابت یہ لکھا "ہدایاء مرسلہ وصول ہوا ممنون فرمایا" اور ملاقات کے بارے میں یہ جواب دیا "مجھکو آپکی ملاقات کا شوق زائد از حد ہے" اور ارادہ مصمم ملاقات

کا تھا اگر چند موانع اور مصالح کی وجہ سے قاصر رہا ... اور نہ ہی ... بلکہ ذکر برخلاف قرآن و احادیث کی تفسیر ثنائی میں درج ہے

سے انکی بابت جو مانع ملاقات ہوئے یہ رقم فرمایا " ان بعض صاحب

کا حال پرچہ ہذا کی زبانی ظاہر ہوگا " اس دعا کے مذکورہ بالا

پانچون جملون کی دیکھہ لینے کے بعد سوائے کسی بلید طبع اور زکی

وکودن کے ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس خط کا کاتب مکتوب الیہ

کو مومن اور پکا مسلمان جانتا ہے - یہی تو - کلمات دعائیہ

جو مخصوص باہل اسلام ہیں - السلام علیکم - رحمۃ اللہ - برکاتہ

سے خطاب کرتا ہے - ورنہ کسی دجال سے یا عیسائی - یا آریہ - یا ہندو

یا مرتد - یا کافر کو بھی آجتک کسی مولوی نے خصوصاً علماء اہل حدیث

نے یا فاضل امرتسری نے السلام علیکم - ورحمۃ اللہ - وبرکاتہ

سے مخاطب کیا ہے ؟ یا ایسی دعا لکھنے کی کوئی دلیل ہے ؟

کفار کو بموجب حدیث ہمیشہ تحریر مین " السلام علی من اتبع

الہدیٰ " لکھے جانے کا قاعدہ دستور مروج ہے -

دوم - وہ کتابیں جنمیں حضرت اقدس کے دعوی اور

دلائل صداقت کی اشاعت تھی اونکو ہدایا رکا پاک لقب

دینا صریح دلیل اسبات کی ہے کہ کاتب نے اونکو ہدیہ سمجھا

تھا - ورنہ امرتسری ثابت کرے - کہ اگر میزان الحق - یا

تاریخ محمدی - یا امہات المومنین - یا ترک اسلام - یا

تہذیب اسلام - یا تحفہ اسلام کے مصنفین یہ کتابیں ایڈیٹر

اہلحدیث یا سہسوانی بزرگ کے پاس بھیجیں - جنمیں

عیسائی مذہب کی تائید اور اسلام کی تکذیب وغیرہ کا بیان

ہے - تو وہ اسکے جواب میں یہہ جملہ لکھ سکتا ہے کہ ہدایا مرسلہ

وصول ہوئے - میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں - ہان امرتسری

سے یہہ بعید تو نہیں مگر بذریعہ اخبار قبول کرے کہ ایڈیٹر اہل حدیث اور سہسوانی یا دیگر محدثین یا ادنیٰ مسلمان بھی کیون نہ ہو ضرور کسی آریہ یا عیسائی کو ایسی کتابیں بھیجنے پر یہی کلمات شرعاً و رواجاً لکھیگا - اور اس لکھنے کی کوئی دلیل بھی حدیث سے پیشکرین - اور ساتھ ہی کوئی نظیر بھی ؟ تو پھر ہم اہل حدیث کے اسلام اور ایمان پر معترض نہ ہون گے -

سوم - سہسوانی بزرگ نے مولوی محمد احسن صاحب سلمہ سے ملاقات کا شوق زاید از حد بیان کیا ہے - اور ساتھ ہی ارادہ بھی ملاقات کا مصمم کر لیا - مگر بعض موانع و مصالح سے ملاقات سے قاصر رہکر معافی کے خواستگار بھی ہوئے - اور پھر اون مصالح کو جو راز سربستہ کی طرح تھے زبانی حامل خط کے کہلا بھی بھیجا - (ان رازون کا افشا بھی ہم اگر ضرورت ہوئی تو کسی آئندہ مضمون مین جو اسکے جواب آنیکے بعد شائع ہوگا ضرور کرینگے) کیا یہ صریح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کاتب مکتوب الیہ کو اپنا رفیق اور یار غار اور دلی دوست اور ہمراز دوبارہ صدق دعاوی حضرت مسیح موعود سمجھتا ہے نہ کہ کافر دجال دشمن وغیرہ جیسا کہ امرتسری کا بیان ہے اور سہسوانی کی جلوت والی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے - اگر امرتسری یہ ثابت کردے کہ ایسے راز و نیاز کی تحریر خلوت میں دجال اور کفار سے بھی ہم لوگ کر لیا کرتے ہیں - اور پھر بھی ہم متقی اہل حدیث و تابعی سنت رہتے ہیں تو فیہ ہم تسلیم ...

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

ان وجوہات سہ گانہ سے ایک معمولی استعداد کا انسان بھی سمجھہ سکتا ہے بشرطیکہ وہ ابوالوفا جیسا مولوی فاضل نہ ہو - کہ ایسی خط و کتابت ہمیشہ مسلمانون اور دینداروں کے ساتھہ ہوا کرتی ہے نہ کفار نابکار سے -

اب ہم سہسوانی کی وہ تحریر درج کرتے ہیں جو باعث ہوئی تھی ہمارے اشتہار مندرجہ الحکم کی اشاعت کی - ۲۹ - ذیقعدہ کو راقم مضمون ہذا کے نام مولوی محمد بشیر صاحب کی ایک تحریر پہونچی جسمین یہ جملہ درج تھا کہ " میں مرزا صاحب کو دجال کذاب کافر جانتا ہون " اس تحریر کے پہونچنے پر خواہ مخواہ ضرورت پڑی کہ اس عقدہ کو سہسوانی بزرگ سے ہی حل کیا جاوے - کیونکہ " تصنیف را مصنف نیکو کند بیان " وہی اس دورنگی کا مطلب ہمکو سمجھا دیں گے کہ تین ماہ پیشتر تو آپ ذریات دجال کو ایک مومن مسلمان قرار دے چکے ہیں جیسا کہ وجوہات سہ گانہ مندرجہ صدر سے ظاہر ہے - آج کیا مار پڑ گئی کہ اونکے آقا کو کذاب دجال کافر کہنے لگے - اس کفر کے بعد ایمان کا سبب کیا ہوا - چنانچہ بذریعہ اشتہار مذکور یہہ دونون پرچے اون کے درج کرکے مع چند دیگر سوالات کے شائع کئے گئے تھے - جنکا جواب امرتسری نے ۱۳ اپریل کے اخبار اہل حدیث میں زیر عنوان " دجاجلہ قادیانی اور مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی " اسطرح دیا ہے -

(۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مولوی محمد بشیر صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا " جسکو السلام علیکم سے شروع کیا جسکے جواب مین مولویصاحب موصوف نے بھی حسب اخلاق السلام علیکم سے جواب دیا " از روئے اخلاق یہ اچھا بھی تھا -

(۲) از روئے حدیث یہود و نصاری کو السلام علیکم ابتداء مین کرنا منع ہے اگر وہ ابتداءً سلام کرین تو بعض علماء کے نزدیک وعلیکم السلام کہنا درست ہے -

(۳) ایک حدیث متفق علیہ مین حکم موجود ہے کہ جب اہل کتاب تمکو السلام علیکم کہیں تو تم وعلیکم السلام کہا کرو مولوی محمد بشیر صاحب کا یہی مذہب ہے -

یہ تین جواب تو آپکے طبع رسا اور اجتہاد سے صادر ہوئے ہین - ایک چوتھا جواب نقلی بزرگ معمر سہسوانی صاحب کیطرف سے درج فرمایا ہے - جسکو اسطرح شروع کیا ہے " چنانچہ مولانا صاحب (محمد بشیر) سے اصل ماجرا دریافت کیا گیا تو حضرت ممدوح نے جو جواب لکھا وہ بعینہ درج کیا جاتا ہے "

" مولوی محمد احسن صاحب مرید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جب مرزا صاحب کے ساتھ دہلی میں آئے تھے تو انہوں نے ایک خط بدین مضمون میرے پاس بھیجا تھا - کہ مجھے آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے اگر آپ اجازت دیں تو مین حاضر ہون یا آپ کیوقت میرے پاس تشریف لائیے - اسکے جواب میں راقم نے لکھا کہ نہ آپ میری ملاقات کی لائق ہین

خط مین سلام لکھا ہوا تھا تو اوس کے جواب میں راقم نے بھی سلام لکھا - اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ مین انکو مسلمان جانتا ہون - میرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب اور اون کے سب معتقد کافر ہیں - اور جواب مین سلام لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ ابتداء بالسلام ناجائز ہے اور سلام کا جواب دینا ایک جماعت اہل حدیث کے نزدیک درست ہے - کما ھو مصرح فی التفاسیر و شروح الحدیث فقط کتبہ محمد بشیر عفی عنہ "

کیون جی فاضل صاحب - ہمارے اشتہار کا ایماندار سے آپنے جواب دیا ہے اور انہیں جوابوں کا اوسمین مطالبہ تھا - اے حیا اگر ساری باتون کو چھوڑکر صرف سہسوانی پر ہی احسان کرنا تھا تو کچھہ دین و دیانت سے بھی کام لیا ہوتا - مناسب تھا کہ اپنے معمر بزرگ سے یہ پوچھتا کہ حضرت قبلہ اہلحدیث کیا آپ نے خط مندرجہ الحکم مولوی محمد احسن صاحب کے نام لکھا ہے یا نہیں ؟ - اگر لکھا ہے تو اسمیں صاف درج ہے کہ " مجکو آپکی ملاقات کا شوق تا حد از حد ہے - اور ارادہ مصمم ملاقات کا تھا " - اور اب آپ مجھکو لکھتے ہین کہ مولوی محمد احسن صاحب نے شوق ملاقات ظاہر کرکے ملنا چاہا تو مینے لکھدیا " کہ نہ آپ میری ملاقات کی لائق ہین نہ میں آپ کی ملاقات کی لائق " کیا وجہ پیرانہ سالی اوسان خطا ہو گئے اور حافظہ درست نہیں رہا - یا خط مندرجہ الحکم جعلی اور بناوٹی ہی افترا کے طور پر آپکو نام سے شائع ہوا ہے - مگر افسوس اس دغا و دجل پر کہ حق کی مخالفت نے تمام عقلین مار دین ذرا نہیں سوچا کہ پیر سہسوانی کیا لکھہ رہا ہے - جس بات کا اپنی پہلی تحریر مین صاحب اقرار کر چکا ہے اوس سے اب انکار کرتا ہے -

خیر امرتسری اب پھر حلفیہ اپنی جامع فنون اور میان صاحب دہلوی کے قائمقام سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل جوابات لیکر شائع کرین -

الف - خط اسمی فاضل امروہی سلمہ مندرجہ اشتہار - " جلوت و خلوت کا راز " آپنے لکھا ہے یا نہیں ؟

ب اگر لکھا ہے تو اب اوسکی خلاف آپنے کیون لکھا کہ مینے ملاقات سے انکار کر دیا -

ج اگر نہیں لکھا تو کیا یہ جعلی اور مصنوعی خط ہے جو امروہی سلمہ نے با ایڈیٹر الحکم نے آپ کے نام سے شائع کر دیا

اگر میان صاحب کے خلیفہ خط مندرجہ اشتہار سے انکار کرین تو بہتر طریق فیصلہ آسان ہے - اور وہ یہ ہے کہ ہم دہلی مین ایک جلسہ کرکے اصل خط کو اور اوسکے ساتھ اور خط بھی مع دیگر زبردست ثبوتون کے اوس جلسہ مین پیشکرین گے اور خلیفہ صاحب سے بحلف شرعی دریافت کرینگے کہ یہ خطوط آپکے ہین یا نہیں اگر میان صاحب کے قائم مقام نے خطوط سے انکار کر دیا اور ہمارے ثبوت بھی رد کر دیئے جو ہم جلسہ مین ہی اون خطوط کی بابت پیشکرین گے تو مبلغ ۵۰ روپیہ بطور تاوان مولوی صاحب سہسوانی کی حوالہ فوراً کر دینگے اور اپنے دعوے مفتریانہ خیال کرکے دستبردار ہو جاوینگے - اور اگر وہ خطوط خلیفہ صاحب کے ہوئے اور کوئی حیلہ اون کی بابت آپکے جامع فنون بزرگ

جو خط مندرجہ اشتہار مین ہین تو سہسوانی بزرگ کو اپنی دروغ بیفروغ کا اقرار کرکے بہ ثبت دستخط حضار جلسہ اوس اقرار کو اپنی طرف سے طبع کرا کر شائع کرنا ہوگا - یہی قطعی فیصلہ ہے کسی حیلے وغیرہ کے - دیکھو ابوالوفا صاحب ! اگر تمکو کچھہ شرم و غیرت ہے تو اس فیصلہ پر اپنے خلیفہ کو رضامند کرو

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

ورنہ تمہاری ایمانداری مع تمہارے بزرگ سہسوانی کے اس سے بھی زیادہ پبلک پر کھولی جاویگی -

دوسری بات خط مندرجہ اہل حدیث مین سہسوانی نے یہہ لکھی ہے " کہ جواب خط میں سلام لکھنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مین اونکو (احمدیون) مسلمان جانتا ہون " اسکے بارہ مین بھی آپ بزرگ کاتب سے یہہ دریافت کرکے بتلا دین اور خود بھی اسپر کچھہ اپنی اجتہاد سے فتوی دیں - کہ جسکو اب کافر کہا جاتا ہے اوسکو محض السلام علیکم پر ہی اکتفا کرکے از روئے اخلاق کریمانہ جواب نہیں لکھا - بلکہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی اوسکے ساتھہ ہے - اگر کفار کو رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے دعائیں بھی اہل حدیث دیا کرتے ہیں تو مسلمانو کو کن الفاظ دعائیہ سے خطاب کرتے ہین ؟ اور یہ دعا اگر کفار کیواسطے ہے تو زہے نصیب ہمارے کہ دشمن بھی ہمارے لئے رحمت الٰہی اور برکات الٰہی و سلامتی کی دعائیں مانگتے ہین - ہمین ایسے کفر سے انکار نہین اور یہ دعوی محض جہالت سے یا بطور رفع الوقتی کے کیا گیا ہے کہ کفار کے سلام کا جواب وعلیکم السلام بلکہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے دینا ایک جماعت اہل حدیث کے نزدیک درست ہے - ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین -

بعد ازین مین آپکے ہر سہ جوابات کو رد کرتا ہون سنئے اور خوب غور سے سنئے - آپنے لکھا ہے کہ از روئے اخلاق السلام علیکم کے جواب مین کفار کو السلام علیکم سے جواب دینا اچھا ہے " دوم مسلم کی حدیث مین بعض علماء نے اجتہاد کرکے کفار کے جواب سلام مین وعلیکم السلام کہنے کا جواز ثابت ہے " اور ایک حدیث متفق علیہ مین جواز سلام کفار کا وعلیکم السلام سے ثابت ہے " افسوس ہے اس فضیلت اور حدیث دانی اور لغو بیانی پر کیا حدیث میں یہہ لکھا ہے کہ اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا وعلیکم السلام - علیکم کے آگے السلام کا لفظ آپنے کہان سے تحریف کرکے ملا دیا - یا رسول اللہ صلعم پر افترا کرکے پورا اجر دجال کا لینا چاہا ؟ پہلے آدمی حدیث مین تو فقط فقولوا وعلیکم کا حکم ہے نہ سلام کا بھی جو دعا ہے - دیکھو نووی نے اسکی شرح مین لکھا ہے " علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ اہل کتاب کے سلام کا جواب دیا جاوے لیکن علیکم السلام نہ کہے اور نہ علیک السلام کہے بلکہ فقط وعلیکم کہے وہ بھی اوس صورت مین جبکہ ... بقدر ضرورۃ - مرقاۃ - اب کہو وہ کون سے علماء ہین جنہون نے وعلیکم کے ساتھہ السلام کا جواز بھی ملایا ہے - اور یہ اخلاق آپ کو کونسی آیت یا حدیث یا نبی سے حاصل ہوئے کہ کفار کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے جواب دینا اچھا ہے اسوقت اسیقدر پر اکتفا کرکے مضمون ختم کرتا ہون اور منتظر جواب ہون - والسلام علی ...

استفسار اور اونکے جواب

بخدمت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب دام اقبالہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ .... جس علاقہ میں ہم نے کارخانہ لگایا ہے وہان اکثر وہابی رہتے ہیں اور ہر وقت طبیب جیتی انکا کام ہے .... ایکدفعہ کسوف خسوف رمضان کی بابت تذکرہ ہوا .... تو جواب میں انہون نے کہا یہہ حدیث نہیں یہہ قول ہے .... دہوکا [illegible] ایسا افترا ہرگز نہ کرنا چاہیئے ... [illegible] واقعی یہہ قول ہے یا حدیث۔ [illegible] صاحب نے دافع البلا کے حاشیہ [illegible] عیسے علیہ السلام کیطرف بہت نا جائز [illegible] منسوب کئے۔ کہ کنجریون سے تیل ملوایا کرتا تہا وغیرہ وغیرہ ..... جواب سے جلد سرفراز فرماوین۔ محمد الدین احمدی ولد میان عبدالرحیم کارخانہ ردی شالکوٹ ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان

الجواب

السلام علیکم

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ

یعنے کون زیادہ ظالم ہے اوس شخص سے جو خدا تعالے پر جہوٹ بولے اور پہر کون ظالم زیادہ اوس شخص سے ہے جو سچائی کو جہوٹ کہے۔ وہ سچائی جب اسکو پہونچے۔ کیا ایسے کافرون کی جگہ دوزخ نہیں ہے۔ ضرور ہے دنیا مین بہی اور آخرت مین بہی۔ آخرت مین تو عذاب ہوگا جو مخبر صادق خبر دیتا ہے۔ مگر مطابق اس آیت کریمہ کے اس دنیا میں بہی عذاب ہوگا۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ

یعنے جو اس جہان مین اندہا ہے وہ اوس جہان میں بہی اندہا ہی ہوگا۔ کیونکہ ظاہری آنکہون کا اندہا ہونا ہماری مراد نہیں بلکہ ہماری مراد تو دل کی آنکہون کا اندہا ہونا ہے۔

[illegible] کا جنت دنیا سے ہی شروع ہوتا ہے [illegible] دوزخ یہان سے ہی [illegible] جیسے فرمایا

[illegible] مَا كَانُوْا [illegible] ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ

مکذبین کے دل [illegible] کے سبب زنگ آلود ہوجاتے ہین [illegible] خیال کرین کہ ان کو لقائے الہی اور نعمائے الہی سے [illegible] ملے گا ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ چونکہ [illegible] آنکہہ خدا بینی کا شیشہ زنگ آلود ہو [illegible] آنکہہ بینا وہ ساتہہ نہین لائے اسلئے وہ نعمائے الہی سے محجوب و محروم رہین گے۔ [illegible] محجوبیت و محرومیت کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ وہ داخل دوزخ ہون گے۔

جب مکذبون ماموروں [illegible] پر اعتراض کرتے ہیں [illegible] وہی اعتراض گذشتہ صادقین پر بہی پڑتا [illegible] کسی ایک راستباز پر بنا نے ہین [illegible] گذشتہ صادقین پر بہی وہی افترا پڑتا ہے۔ چنانچہ [illegible] مطابق اس مفتری مکذب نے حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا پر جو اتہام افترا کا لگایا ہے اب دیکہو انہون نے کس کس راستباز کو اس افترا مین شریک کیا ہے۔

وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ

قیامت کے دن ان افترا [illegible]

(۱) دار قطنی۔ بیہقی وغیرہ ایسے اہل حدیث کو جنہون نے اس حدیث کا اخراج کیا اور تمام دنیا کو بقول اس مفتری کذاب کے دہوکہ دیا کیونکہ حدثنا سے اسکو روایت کیا کتاب حدیث مین درج کیا کوئی صراحتہً اشارۃً کنایۃً اس کی طرف نہین کیا کہ یہ حدیث نہین بلکہ ایک قول ہے۔

(۲) رواۃ اس حدیث کو جو صادق مانے گئے ہین۔

(۳) سب سے بڑہکر حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ ائمۃ المجتہدین کو جنہون نے بقول مفتری معترض باوجود حدیث نہ ہونے کے اسکو سلسلہ حدیث مین بیان کیا اور تمام دنیا کو دہوکہا دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔

(۴) اللہ تعالے کے قانون اور سنت اللہ کو جسکو اللہ تعالے نے خود بیان فرمایا

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ تعالے اپنے غیب پر تم کو اطلاع نہین دیا کرتا ہان (جسکو اپنی رسالت سمجہتا ہے اوسکو) اپنی رسالت کے لئے منتخب کرلیتا ہے دوسرا

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

سوائے رسول کے جسکو وہ (اللہ تعالے) پسند ہی کرتا ہے اور کسیکو اپنے غیب پر غالب نہین کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

اوس (موعود) گہڑی کا علم صرف اللہ تعالے کو ہی ہے۔

اب اس سنت اللہ کے موافق ہی مفتری معترض کو چاہئے تہا کہ ایمان لاتا کیونکہ جو پیشگوئی تیرہ سو سال پیشتر کی گئی ہو اور وہ لفظ بلفظ پوری [illegible] ہوجاوے۔ اوسکے ماننے مین تامل کرنا کسی [illegible] کا کام ہے نہ مومن کا۔ اب [illegible] حدیث کے حدیث اور سچی حدیث [illegible] پر غور کرو۔

اس حدیث کی صداقت پر سب سے اول اللہ تعالے نے [illegible] مہر کردی۔ جیسے فرمایا

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ

منکر [illegible] انسان پوچہتا ہے۔ کہ قیامت کے آنیکا کونسا وقت ہے (جواب ملا) جب آنکہیں چندہیا جاوینگی یعنے مرزا صاحب کے چمکتے دمکتے بین [illegible] دلائل جو انکے دعوے پر شکوک وشبہات کی وبائی ہوا کو برق کی طرح جلا دینے والے ہونگے تمیزینگے تو ان کی سمجہہ کی آنکہین جو جہوٹی اور سخت ظلمانی مسائل کی خوگر تہین اچانک اس روشنی سے پتہرا جائینگی۔

بطور نمونہ تمثیلاً ان کے چند گندے اور شرک اور بغاوت اور کفر کے بہرے ہوئے مسائل میں یہان لکہ دیتا ہون۔

(۱) وہ مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہین۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہی ہے اور اس کے پہلے تمام رسول مر چکے ہین۔

(۲) مسیح علیہ السلام اللہ تعالے کی طرح سوائے کہانے پینے کے زندہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

یعنے ہم نے انبیا کو ایسا پیدا ہی نہین کیا کہ وہ کہانا نہ کہایا کرین۔

(۳) مسیح علیہ السلام پر باوجود دور زمانہ کوئی اثر فنا کا نہین۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ - كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

یعنے ہم نے کسی بشر کیلئے جو تجہہ سے پہلے ہو اس عمر سے زیادہ عرصہ تک رہنا نہین بنایا جو اسکے زمانہ کے قانون قدرت کے مطابق تہی۔ (الخلد پر الف لام تخصیص کا ہے)۔ بہلا تو تو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیا و فخر الرسل ہی مرجاوے اور یہ فضیلت تجہہ نہ دی جاوے اور وہ (دوسرے نبی) اس قسم کی خلود کی فضیلت حاصل کرین کیونکہ ہر ایک جی ہر آن مین موت کی طرف جا رہا ہے۔

(۴) مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر چڑہ گئے اور ان کا رتبہ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بدرجہا بڑہ گیا۔ استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ مگر اللہ تعالے اپنے رسول کریم سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہ کفار نے آپ سے بہی آسمان پر چڑہنے کا معجزہ بامرار طلب کیا فرمایا کہ تو ان کو کہدے کہ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

مین تو بشر رسول ہون۔

(۵) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی مردہ زندہ کرتے تہے۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

هُوَ يُحْيِي الْمَوْتٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

یعنے وہی مردون کو زندہ کرتا ہے اور کوئی اسکی مانند نہین ذات مین نہ صفات مین نہ افعال مین نہ کسی اور امر مین۔

(۶) مسیح علیہ السلام خالق بہی تہے۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ

جنکو یہ مشرک خدا تعالے کا شریک بنا رہے ہین کیا ان لوگون نے کوئی ایسی چیز ہی پیدا کی ہے کہ جو خدا تعالے کی پیدا کردہ چیز کے ساتہہ مل جل گئی۔ بلکہ اللہ تعالے ہی ہر چیز کا خالق ہے وہ (شرکا) تو ایک مکہی بہی پیدا نہین کر سکتے۔ اگرچہ ساری جمع ہوکر کوشش کرین بلکہ وہ تو ایسے ضعیف ہین کہ اگر مکہی ان سے کوئی چیز چہین کرلے جاوے تو وہ اس سے چہڑا بہی نہین سکتے۔

(۷) انکا منتظر کہ مہدی جب آوے گا آتے ہی تلوار ہاتہہ مین لیکر قتل وغارت شروع کردیگا

اور غارت کا بہیہ ان مولویوں کو ہاتھ آوے گا اور یہ مولوی باوجود ایسی سخت کنجوسی اور حرص کے کثرت مال سے اسقدر سیر چشم ہو جائینگے کہ پہر مال کو قبول ہی نہیں کرینگے مہدی کیا آویگا ان منتظرین مولویوں کا ایک بڑا بہارا ڈاکو آجاوے گا - مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۱۹/۱۵ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ

یعنے ہمنے کسی بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کیا مگر پہلے اون کو ڈرانے والے بہیجے گئے - جو ان کو انکے بداعمال کے بدنتائج سے ڈراوین اور ہم تو ظالم نہیں -

تیرا رب جسکی ازلی ... غیر منفک ہے اپنے بندوں کو ادنےٰ درجہ سے اعلےٰ درجہ تک لے جانا اسکو تو لائق نہیں کہ وہ بستیوں کو ہلاک کرے ان کے ظلم کے سبب اور ان کو خبر ہی نہ ہو یعنے پہلے ان کو انکے ظلمون سے خبر کر دیتا ہے اور ان کو اس کے بدنتائج سے ڈرا دیتا ہے -

غرض ان کے بدنتائج بیان کرنے کا یہہ محل نہیں لہذا اسی پر اکتفا کی گئی ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا

تو ان کی رفع حیرانی کے لئے وہ رؤف رحیم ذات الہٰی ماہتاب و آفتاب کی شہادت پیش کردے گی یعنے تیرہوین رمضان کو جو ایام مقررہ خسوف قمر سے پہلی رات ہے پہلی ہی رات یعنی رات کے شروع سے ہی خسوف قمر شروع ہو جائیگا - اور لفظ اول لیلۃ کو دونوں طور پر پورا کر دے گا اور آفتاب کا کسوف اٹھائیسوین تاریخ رمضان کو یعنی ایام مقررہ کسوف سے ٹہیک نصف پر ہوگا یعنے اٹھائیسوین تاریخ کے نصف روز دوپہر کے وقت کسوف ہوگا - اس شہادت کے گذرنے پر جو بالکل بے لوث اور غیر مشتبہ شہادت ہے سمجہدار بے تعصب خدا ترس انسان بے اختیار کہہ اوٹہیگا کہ اب انکار کی کوئی گنجایش نہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسی شہادت کے گذر لینے پر بہی اگر نہ مانین گے تو انپر عذاب طاعون بہیجا جاوے گا جس سے کہیں بہی ان کو پناہ نہیں ملے گی - یعنی جیسی یہ دونوں شہادتیں الہٰی بہ ... ہیں کہ ان ... انکار کا دروازہ

بند ہو جاتا ہے اور معترض بلکہ جحود کرنے والا بہی اب بہاگ نہین سکتا - اگر اسپر بہی نہ مانینگے تو عذاب بہی اسی قسم کا بہیجا جاوے گا جس سے کہین بہی پناہ نہین ملے گی کیونکہ اس شہادت سے حجت پوری ہو جاوے گی - اور فرد جرم لگ جاوے گا - چنانچہ فرمایا

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ

یعنے جب منکرین پر فرد جرم لگ جاویگا ہم وہ دابۃ الارض (طاعون) انکے فائدہ کے لئے نکالینگے وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ انہوں نے ہمارے عظیم الشان اور کثیر التعداد نشان دیکھکر بہی ہمارے مرسل کو نہین مانا - منکرین کا فائدہ طاعون سے یہہ ہے کہ تا قہری نشان دیکھکر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لاکہہ سے زیادہ آدمی اس قہری نشان کو دیکھکر ایمان لائے - دوسرا جو اس نشان مین خود ہلاک ہوے وہ بہی آیندہ شرارتوں مین بڑہنے سے بچ گئے اور قہری نشانوں سے ڈرانا ہی سنت اللہ ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ

جب کبہی ہم کسی نبی کو کسی بستی مین بہیجتے ہین تو اوس بستی پر عذاب بہوک اور بیماریاں بسبب ان کی شامت اعمال و انکار کے بہیجا کرتے ہین - اور اس عذاب کے بہیجنے سے ہی ہماری غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ ان قہری نشانات کو دیکہکر طغیان اور سرکشی سے باز آکر اللہ تعالےٰ کے دربار مین گڑگڑائین -

پھر اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کی صداقت پر فعلی مُہر بہی اپنے وقت پر یعنے ٹہیک ٹہیک الفاظ حدیث کے مطابق لفظ بلفظ پوری کرکر دکہادی جسکی تشریح مفصل بیان کی گئی -

پہر اس حدیث کے الفاظ مین ایک اور عظیم الشان طاقتور بے نظیر تحدی ہے کہ خدا کے منکر دہریہ کے لئے ہی اتمام حجت ہے - اور سوائے عالم الغیب والشہادۃ کے کوئی بہی ایسے تحدیانہ دعوے نہیں کرسکتا - اگر اس حدیث کا اور کوئی بہی ثبوت نہ ہوتا اور اسکا ابہی وقوع بہی نہ ہوچکا ہوتا تب بہی ایک خدا ترس انسان کو اس کے صرف تحدیانہ الفاظ سے ہی خوف آجانا چنانچہ عبارت اصل حدیث یہ ہے - ان لمهدينا ايتين لم تكونا منذ خلق السموات

والارض تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس منه ولم تكونا منذ خلق السموات والارض دارقطنی صفحہ ۱۸۸ باب صلوٰۃ الکسوف -

یہہ بڑی پختہ بات ہے کہ ہمارے مہدی کے ثبوت دعوے کے لیے (ثبوت دعوے بعد انکار دیا جاتا ہے یعنے جب اس کے دعوے کا انکار کیا جاوے گا) دو عظیم الشان نشان ہین اور جب سے یہ آسمان و زمین پیدا ہوئے کسی مہدی کے انکار پر اسکے ثبوت دعوے کے لئے یہہ دو نشان ظاہر نہین ہوئے خسوف قمر اور کسوف شمس رمضان مین ہوگا (جسکی تشریح پیشتر کی گئی ہے -) پھر دوبارہ اس تحدی کو مؤکد کیا گیا ہے کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے کسی مہدی کے لئے یہ نشان ظاہر نہین ہوئے - اب جائے غور ہے کہ سوائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ کے کسی انسان کی طاقت ہے کہ ایسی سخت تحدی ایسے زور کے ساتھ کرے -

ذرا غور تو کرو کہ دنیا مین سوائے اسلام دنیا کے کل مذاہب اسلام کے مخالف اسکے استیصال کے درپے ہین -

اور یہ حدیث قبل وقوع ہی جگا دینے والی اور دل کو ہلا دینے والی تہی تیرہ سو برس مین کسی نے کوئی خسوف کسوف قدیم و جدید جنتریوں یا موجودہ اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق نہین دکہایا نہ دکہانیکا دعویٰ کیا نہ اسکی مخالفت پر قدم اٹہایا بلکہ صرف جہوٹا دعوے بلا دلیل بہی نہین کیا کیونکہ یہ حدیث ایک رعب اور ہیبت صداقت اپنے اندر رکہتی ہے - باوجود اس کے آج جو اسلام کی مخالفت کی آگ آسمان تک پہونچگئی اور تمام قومین ناخن تک اسلام کے استیصال کے لئے کوشش کر رہی ہین اور یہ پیشگوئی بعد وقوع بذریعہ اشتہارات و اخبارات و رسایل و کتب لاکہوں انسانوں مخالفوں مین مشتہر بہی ہوچکی اب بہی کسی نے کوئی خسوف کسوف کسی گذشتہ زمانہ کا جنتریوں سے اور تواریخ سے نکالکر نہین دکہایا بلکہ دکہانے کا دعویٰ بہی نہیں کیا مفتری معترض ساری دنیا کے مکذبین سے اگر بڑا بہاری مکذب ہے تو وہی مرد میدان بنکر کوشش کرکر کسی ایسے خسوف کسوف کا حوالہ دے مگر وہ کبہی بہی نہین دکہلا سکیگا اگرچہ وہ اسی محنت مین کوشش

کرتا کرتا مر بہی جاوے - اور اگر وہ ساری دنیا کو اس کام کے لئے اپنے ساتھ شامل بہی کرلے ہرگز نہین دکہلا سکیگا -

پہر اس حدیث کی تحدی مین ایک اور بہی عظمت ہے وہ یہہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب سے آسمان و زمین پیدا ہوئے ایسا خسوف کسوف کبہی نہین ہوا - کیا آسمان و زمین کی پیدایش کے وقت تک کا دعوے کسی انسان کا کام ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ قول کسی انسان کا نہین بلکہ اللہ تعالےٰ کلام بے ریب اللہ تعالےٰ کا کلام ہے جو بذریعہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى بیان کیا گیا -

اگر مفتری کے مذاق پر اس حدیث کو معاذ اللہ قول ہی فرض کر لیا جاوے تاہم مفتری کا فرض تہا کہ اگر اس مین رائی کی برابر بہی ایمان ہوتا تو بعد وقوع اس حدیث کو ضرور ہی مان لیتا کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۲۳/۱۹ مومن کا کام ہے کہ وہ ہر ایک بات کو سن لیتا ہے اور جو عمدہ بات ہو اسکو مان لیا کرتا ہے -

اَلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

یعنے متقی وہ ہوتے ہین جو ہر ایک چھپی ہوئی چیز مان لیتے یعنی ہر ایک مخفی بات کے ماننے کا مادہ اون مین ہوتا ہے کیونکہ انسانی معلومات متناہی ہین اور دعاؤں پر جیسا حق ہے دعا کرنیکا اوسی طرح لگے رہتے ہین اور جو جو سامان اسکی تحقیق کے ہمنے اسکو دئے ہین اعضا قوی حواس مال وغیرہ سب کو خرچ کرتے ہین یعنے صرف مان لینا ہی خوبی نہین - نہ صرف مان لینے سے کوئی حق اور حقیقت تک پہونچ سکتا ہے بلکہ اس کی تحقیق کے تمام مراحل طے کرتے اور باوجود اسکے دعا بہی کرتے ہین -

پس ثابت ہوا کہ حدیث کسوف خسوف والی فی الواقع حدیث ہے اور مفتری کا حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت افترا کا کرنا خود افترا ہے - لعنۃ اللہ علی الکاذبین -

دوسرا حضرت صاحب نے دافع البلاء مین ہرگز ہرگز حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تحقیر نہین کی مین زیادہ صفائی کے لئے پہلے عبارت دافع البلاء ٹائیٹل پیج صفحہ چہارم

کی لکھتا ہون جسکو مفتری نے مرزا صاحب پر بہتان لگانے کے لئے تحریر کرکے یہود کے بھی کان کاٹے

عبارت یہہ ہے

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ مین دوسرے راستبازون سے بڑھکر ثابت نہین ہوتی بلکہ یحیٰی نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھون اور اپنے سر کے بالون سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن مین یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ انتہیٰ۔ تعصب کا ستیاناس ہو انسان کی آنکھ پر کیسی تعصب کی پٹی باندہ دیتا ہے کہ باوجود دیکھنے کے نہین دیکھتا۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۔ پ۹ ۔ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ پ۹ ع۱۴

یعنی ان کے دل تو ہیں مگر انکو دینی امور کے سمجھنے مین نہیں لگاتے انکے آنکھیں تو ہیں مگر ان سے سچائی کو دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ ان کے کان تو ہیں مگر حق کے شنوا نہیں ہوتے ہیں لئے اگرچہ وہ تجھے دیکھتے ہیں مگر وہ اس سے بصارت حاصل نہیں کرتے ✦

اب اس عبارت میں کہان لکھا ہے کہ حضرت مسیح سفر الواقع تیل ملوانے یا نامحرم عورتون سے خود بھی مس کیا کرتے تھے۔ یحیٰی علیہ السلام کی نسبت نفی کی گئی ہے کہ ان کی نسبت کبھی ایسے کلمات سُنے نہین گئے مگر یہ نہیں لکھا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے ارادہ سے کسی نامحرم عورت سے مس کرتے تھے۔

دوسرا اگر ان عورتون کا تیل ملنا سچ بھی ہو تو اس کے مجرم حضرت مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے کیونکہ اس سے انکا ارادہ نہین پایا جاتا اور نہ ارادہ کیطرف حضرت مرزا صاحب نے کوئی اشارہ کیا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے باوجود کیہ انجیل سے پڑھ چکے تھے پھر بھی ان الفاظ کی نسبت اپنا یقین ظاہر نہیں کیا اور اسکا وہ جملہ صحیح اسنا ئی بات تک ہی رکھا۔ شاید مفتری اس آخری فقرہ پر نظر ڈرے

کہ (اسی لئے حضرت مسیح کا نام حصور نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔) یہہ حضرت کی عبارت یقین ظاہر کرتی ہے۔ مگر اس میں بھی حضرت مسیح پر کوئی زد نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی حکمت جو احکم الحاکمین ہے اسی کی متقضی ہوئی تاکہ قرآن مجید اس غرض سے محفوظ رہے کہ اناجیل مین حضرت مسیح کی نسبت ایسے الفاظ ہین پھر باوجود ایسے قصص کے وہ حصور کیونکر ہوسکتا ہے چونکہ اسی زمانہ کی تواریخ بھی ایسے واقعات سے سوائے اناجیل کے ساکت ہے اور اناجیل ہیں نادانی سے باوجود عیسائی ہونے کے مصنفین اناجیل نے مسیح کی بیوقوفانہ اطرا اور اڑانے کے لئے ایسے قصے بھر دیئے اور بالمقابل یہود دشمن اور بھی نکتہ چین تھے خدا جانے انہون نے کیا کیا اعتراض کئے ہونگے اسلئے اللہ تعالےٰ نے اس لفظ حصور سے پرہیز کی۔

باوجود اس کے اللہ تعالےٰ جو علیم وخبیر عالم الغیب والشہادۃ رب العلمین رحمٰن الرحیم ہے۔ اِنّ رحمتی وسعت کلّ شیء و الا ذو الفضل العظیم جو وہ ہمیشہ اپنے ضعیف بندون کو عذاب سے بچانے اور نعیم مقیم مین داخل کرنے کے لئے اپنی آیات دکھاتا رہتا ہے۔ اس نے خود ایسے اعتراض ایسے لوگون پر رکھدیئے جنکو بالآخر لوگون نے خدا بنانا تھا تاکہ لوگ شرک کی آگ سے بچیں۔ حضرت مسیح پر جسقدر اعتراضات اناجیل کے مطابق وارد ہوتے ہین اون مین سے ایک ایک ہی انکی خدائی کا ثبت توڑنے کے لئے کافی ہے۔

اور یہی حال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حسب مذاق شیعہ بجائے معبود ہونے کے انکا مومن ثابت کرنا بھی قرآن مجید کی رو سے معاذ اللہ مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

تعصب کا ستیاناس ہو ذرا بھی سوچنے نہین دیتا اور خوبی کو بھی بدی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کسقدر ادب کیا کہ باوجودیکہ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی نسبت اناجیل مین موجود تھے مگر مرزا صاحب نے بلحاظ ادب انکو بعینہٖ نقل کرنے سے بھی احتیاط کی اور مرزا صاحب کے ادب نے اجازت نہ دی کہ وہ الفاظ اثبات کے رنگ مین نقل کردیتے مثل مشہور ہے کہ نقل کفر کفر نہ باشد اگر مرزا صاحب ان عبارات کو بعینہٖ بھی نقل کردیتے تاہم ان پر کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ وہ بیان واقعہ تھا

اور بیان واقعہ کا نام نہ تحقیر ہے نہ سب و شتم جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۔ پ۷ ۔

یعنے لوگ جنکو خدا تعالےٰ کے سوا پکارتے ہین انکو گالی نہ نکالو مگر خود قرآن مجید مین ہے کہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۔

یعنے تم اور تمہارے معبود سوائے اللہ تعالےٰ کے دوزخ کا ایندھن ہین کیا اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ گالی ہے ہرگز نہیں باوجود اس کے کہ ان عورتوں کے افعال کا ذکر نفی مین کیا ان افعال کو بھی حضرت مسیح کیطرف منسوب نہین کیا یعنے یہہ نہین لکھا کہ حضرت مسیح ایسا کرواتے تھے یا اسپر راضی تھے بلکہ وہ عورتین ایسا کرتی تھین افسوس کہ مفتری بجائے اس کے کہ عبارت سے کمال ادب جو حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کا کیا ہے نکالتا از دست بے ادبی کا اعتراض کرنے لگا مگر یہہ اللہ تعالےٰ کا اشتہار جنگ ہے جو ہمیشہ اپنے دوستون کے اعدا کو دیا کرتا ہے

كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ پ۱۱ ع۱۲

حد سے بڑھنے والون کے دلوان پر اللہ تعالےٰ اسیطرح مہر کردیا کرتا ہے۔

اب مفتری اللہ تعالےٰ کا خوف کرکے ان جوابات پر غور کرے اور چشم انصاف سے دیکھے اور اللہ تعالےٰ سے دعائے ہدایت صراط مستقیم کرے تو امید ہے کہ ان دونوں افتراؤن سے توبہ کرے گا۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

حکیم فضل دین

---

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قرآن مجید بوسیدہ یا ناقص ہوجاوے تو اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ جلانا بہتر ہے یا دفن یا دریا برد کرنا۔

عبدالمجید احمدی از اٹاوہ

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین ایسے اوراق اور انکے مثل جلا دیئے گئے تھے۔ جیسے بخاری ص۱۷۲ جلد ۳ باب جمع القرآن سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے بہ نسبت دفن و دریا برد کرنے کے جلانا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ علی العموم صحابہ کرام نے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں کیا حالانکہ السابقون الاولون موجود تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان لوگون کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنیکا حکم دیا ہے۔ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ پ۱۱

یعنے پہلے پہل آگے بڑھ جانے والے مہاجرین اور انصار اور جن لوگون نے اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھکر ان کی پیروی کی اللہ تعالےٰ انپر راضی اور یہ اللہ تعالےٰ پر راضی۔ پس ان کی پیروی جلا دینے مین ہی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۔

حکیم فضل دین

استفسار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... ایک مخالف مولوی صاحب ... نے چند شکوک پیش کئے ہین۔ انکے جوابات لکھکر الحکم یا بدر مین شائع کرا دین۔

(۱) جن بزرگان دین کے اقوال سے وفات مسیح کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے سب کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہونگے وفات مین خلاف ہے اور نزول من السماء مین اتفاق لہذا ہماری شق زیادہ قوی ہے۔

(۲) احادیث اور اقوال تمام متقدمین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص ہے۔ مرزا صاحب کی تاویلات زیادہ رکیک اور معتقدات جمہور کے خلاف ہین۔

(۳) احادیث اور بزرگان دین کے اقوال ومعتقدات سے یہ بات بوضاحت ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے لڑینگے آپ کے اس دلائل کے تحریری دانی کا معقول ثبوت نہین صرف یضع الحرب وغیرہ حدیث کا ایک دو فقرہ پیش کرنا صدہا احادیث کے مقابل قابل نہین۔

(۴) حضرت عیسےٰ و حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے اسکے جواب مین صرف لا مھدی الا عیسیٰ کے سوا صدہا احادیث نظر انداز کردیجاتی ہین۔

(۵) کسی حدیث کا موضوع ہونا بھی اگرچہ ممکن ہے کہ جن حدیثون کو موضوع کہکر رد کردیا جاتا ہے وہی بالکل اسی طریقہ سے ہم کو پہنچی ہین جس طریقہ سے دوسری احادیث جنکو آپ صحیح مانتے ہیں

اور پھر لطف یہ کہ جو احادیث آپکے مدعا کے خلاف ہیں وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور آپکے مفید مدعا بہت کم ہے -

اکبر شاہ خان از نجیب آباد

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - سوال اول کے دو شق ہیں - وفات مسیح مختلف فیہ ہے - ونزول من السما متفق علیہ -

یہہ عجیب دہوکہ ہے جس امر کی شہادت اللہ تعالٰے دے - اللہ تعالٰے کی سنت قدیمہ مستمرہ دے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے صحابہ بالاتفاق دیں ایمہ اربعہ بالاتفاق دیں - بزرگان دین دیں - وہ امر مختلف فیہ قرار دیا جاوے - مولوی صاحب معترض نے کوئی ثبوت اختلاف کا پیش نہیں کیا کہ ایمہ اربعہ فقہا اور ائمہ حدیث سے کون کون قایل ہے حیات مسیح کا - چونکہ معترض وفات مسیح کو مختلف فیہ مانتا ہے تو اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح کے قایل معترض کے نزدیک بھی بہت سے ائمہ ہیں اب حیات کے جو لوگ قایل ہیں انکا ثبوت دینا معترض کا ذمہ ہے -

دوسرا جب قرآن مجید میں وفات مسیح کا ثبوت موجود ہے سنۃ اللہ میں موجود ہے تمام صحابہ کا اتفاق ہے ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے - اور وہ ایمہ بھی قایل ہیں جنکا معترض بھی قایل ہے کیونکہ اختلاف کا وہ قایل ہے - تو اتفاق کسطرح ہوا -

تیسرا ہم ذمہ وار ثبوت وفات مسیح نہیں ہیں - کیونکہ ہم تو ایک ایسے امر کے قایل ہیں جس کی سنت اللہ تمام دنیا قولاً و فعلاً گواہ ہیں یعنے آدمی پیدا ہونا اور مر جاتا ہے اور ہر آن اس کے اجزا فنا کی طرف برابر چل رہے ہیں - اور کوئی انسان بلا پورا ہونے ضروریات انسانی کے زندہ ہی نہیں رہ سکتا اور کہ کوئی اس موجودہ حالت کا انسان آسمان پر جا ہی نہیں سکتا - آسمان تو دور ہے صرف کوہ ہمالیہ کی اعلے چوٹی پر بھی اب تک باوجود بڑی بڑی کوششوں کے کوئی انسان نہیں پہونچا - جب آسمان پر جانا ہی ثابت نہیں ہوتا پھر نزول کہاں سے ہوگا - کیونکہ نزول تابع صعود ہے جب تک صعود ثابت نہ ہو نزول من السماء کی بحث ہی فضول ہے [illegible]

[illegible]

ایک حد تک زندہ رہ کر مر جاتے ہیں تو اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل طلب نہیں کی جاویگی کیونکہ یہ ایک معمولی اور بدیہی امر ہے یا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میرا مکان صرف لکڑیوں سے یا اینٹوں سے بنا ہوا ہے تو اس سے کوئی شخص ثبوت نہیں مانگتا - لیکن اگر ایک شخص کہے کہ میرا مکان ایک دانہ موتی کا بنا ہوا ہے تو اس سے ثبوت طلب کیا جاویگا - پس اس لحاظ سے معترض ذمہ دار ہے کہ کامل ثبوت حیات مسیح اور اس کے صعود علے السما کا دے اور وہ ثبوت ایسا ہو کہ جسمین کسیکا اختلاف نہو ورنہ وہ قابل شنوائی نہو گا کیونکہ جب ایک معمولی امر کو معترض بسبب اختلاف کے جو اس کے وہم میں اختلاف ہے قابل قبولیت نہیں سمجھتا تو پھر خلاف فطرت امر کے ثبوت کے لئے تو ثبوت بہر حال نہایت قوی چاہیئے جس میں ذرا بھی شک کرنے کی گنجایش نہو -

چوتہا اللہ تعالٰے کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا مسیح علیہ السلام کو اتنی مدت زندہ رکہنے اور آسمان پر محفوظ رکہنے کی کوئی حکمت بھی ضرور ہونی چاہیئے جسکو مخالف لوگ بیان کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر اسلام کو تمام دنیا میں پہیلا دے گا - کیا اللہ تعالٰے مسیح جیسا آدمی دوسرا پیدا نہیں کر سکتا ؟ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ خدا تعالٰے کی قدر جان حق قدر یہہ نہیں کرتے اللہ تعالٰے بڑا قوی اور غالب ہے "ایک اور آدمیوں سے جسکو چاہے رسالت کے لئے برگزیدہ کر سکتا ہے" بہر حال یہ عجیب قول ہے جو کسی عاقل کی سمجھہ میں نہیں آسکتا ہمیشہ ہر ایک سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جو جنرل بڑا کامیاب مظفر و منصور ہوا اسی کو مشکل مہم پر روانہ کیا جاتا ہے سو مسیح علیہ السلام کی کامیابی کا حال جو انجیل میں لکھا ہے یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ۱۲- آدمی تیار کئے تھے جب مصیبت کا وقت آیا ایک نے ۳۰ درم لے کر اپنے نبی کو دشمنوں کے قبضہ میں کرا دیا دوسرے نے لعنت - ہان تین دفعہ لعنت بہیجی اور اپنی بیزاری ظاہر کی اور باقی تتر بتر ہو گئے جس جنرل سے ایک شہر کے لوگ بھی فتح نہ ہو سکے کیا یہ مقتضائے حکمت الٰہی ہے کہ اس کو تمام دنیا کی عظیم الشان مہم کے لئے تیار رکہے جس زمانہ کے فتنہ سے تمام انبیا حضرت نوح سے چلکر آخر خاتم الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم تک اپنی امتوں کو ڈراتے رہے -

پانچواں وفات مسیح کے متعلق حضرت حجۃ اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیا واسفار

اپنی تصانیف میں دلایل قرآنیہ حدیثیہ و قول و فعل صحابہ وغیرہ لکھہ چکے ہیں کہ اگر یہ دعوے وفات مسیح کا خارق عادت امر بھی ہوتا تاہم اس سے بڑہکر ثبوت کی ضرورت نہ تہی - اور ایک منصف مزاج کے تلیج قلب کے لئے کافی تہا -

چہٹا - حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مرزا صاحب نے اس قدر رسایل و کتب و اشتہارات وفات مسیح کے متعلق شایع کئے اور لفظ وفات کیساتہہ ثبوت وفات مسیح علیہ السلام کا دیا مگر آجتک سوائے گالی اور بد زبانی کے کسی مخالف نے حیات مسیح کا ثبوت لفظ حیات سے قرآن یا حدیث صحیح سے پیش نہیں کیا آج مولوی صاحب ہی مرد میدان بنیں اور حیات مسیح کا ثبوت جو جو انکے پاس ہے قرآن سے یا حدیث سے لفظ حیات کے ساتہہ پیش کریں کیونکہ وہ قایل ہیں کہ وفات مسیح مختلف فیہ ہے تو معلوم ہوا کہ باوجود ثبوت وفات کے حیات کا بھی ثبوت ہے (اگر اب بھی ثبوت نہیں اور ہرگز نہیں دے سکینگے تو ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح)

ساتواں مولویصاحب کا آج بعد بیس سال کے مدعی حیات مسیح ہونا ایسا ہی ہے جیسے بعض عیسائی لوگ مثلیث قرآن کا دعوے کرتے ہیں جسکو تیرہ سو سال میں کوئی مخالف پیش نہیں کر سکا بہر حال ہم تو تیار ہیں کہ وہ دلایل اور ثبوت بھی سنیں جو حیات مسیح کے متعلق معترض کے پاس ہیں -

آٹھواں وہ قول متزلزل قابل شہادت نہو گا جو قطعی یقینی نہو - یا اپنی طرف سے نہ ہو جیسے بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے سات روز مر کر زندہ ہو گیا کوئی سات ساعت کوئی کہتا ہے سو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا وغیرہ وغیرہ یہہ اقوال متزلزل ہیں جسمیں مفسرین خود حیران ہیں اسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی عدالت میں مقدمہ دایر کرے کہ میں نے زید سے سو روپیہ لینا ہے اور شہادت پیش ہو عمر گواہ کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ خالد کہتا تہا کوئی روپیہ نہیں دیا بکر کہتا تہا میں نے سنا ہے کہ روپیہ دیا تو ہے مگر واپس لے لیا - عابد کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ دس روپیہ لیا تہا عوف کہتا تہا کہ میں نے سنا ہے کہ میں ۴ میں قابل اعتبار ہے یا قابل ہنسی کے ہے - ایسی شہادت کے ہوتے ہوئے کیا مدعا علیہ کو کوئی ضرورت ہے کہ وہ بھی تردید کے لئے کوئی شہادت پیش کرے - ہرگز نہیں - یہی شہادت ہے مفسرین کی جنپر مخالفین کو بڑا ناز ہے -

نواں - آجکل یہہ لوگ تفسیر کبیر کو بڑا معتبر سمجھتے ہیں ذرا اسی کو کہولکر متوفیک اور

رفعہ اللہ کا مقام دیکھو کہ وہ کیسا خود حیران ہے اور کسقدر اعتراضات اسکو پیدا ہوئے اور ان کے جواب دیئے اور بعد جواب دینے کے آخر جوابات سے مطمئن نہیں ہوا اور عاجز ہو کر صرف نزول کے الفاظ پر اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے اور اصلی علم حوالہ بخدا کرتا ہے - چونکہ وہ کتاب عموماً مل سکتی ہے اور وہ بحث بہت لمبی بحث ہے اسلئے میں نے اسکو نقل نہیں کیا فاعتبروا یا اولی الابصار -

یہہ حال ہے مخالفین کی شہادت کا کہ خود گواہ کو اپنی شہادت پر اعتماد نہیں اور نہ کسی دوسرے راوی کی بات پر اعتماد ہے یہہ ہیں مخالفین کے ثبوت جس سے یہ مسئلہ مختلف فیہ بتلاتے ہیں -

وفات کی بحث کو میں اسی پر ختم کرتا ہوں اگر ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ اسمیں مستقل طور پر مفصل لکھا جاوے گا -

دسواں معمولی مقدمات میں سماعی شہادت کوئی عدالت منظور نہیں کرتی پھر چہ جائیکہ ایسے عظیم الشان دعوے جو خدا کے خلاف انبیا کے خلاف صحابہ کے خلاف تمام دنیا کے علما آئمہ کے خلاف سنت قدیمہ مستمرہ الٰہیہ کے خلاف ہو پہر اس میں روایت کی شہادت ایک بھی پیش نہیں کی جاتی بلکہ از دست ہے ثبوت طلب کیا جاتا ہے چاہیئے تو یہ تہا کہ ہمارے مخالف اللہ تعالٰے کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت الفاظ صریحہ میں پیش کرتے ولیس فلیس گہاروان مسیح کی نسبت جیسے لفظ نزول کا آیا ہے اسی طرح لفظ خروج و بعثت کا بھی آیا ہے -

(۱) فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ احمد نے مسندہ وغیرہ ومسلم و ترامذ کنز العمال صفحہ ۱۹۱

اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول کے معنے خود ہی کر دئیے ہیں کہ اس سے مراد بعثت ہے -

(۲) فيصبح فيهم عيسى بن مريم فيهزمه الله وجنوده کنز العمال صفحہ ۲۰۰

از احمد فی مسندہ و ابی یعلے فی مسندہ و ابن خزیمہ والطحاوی و ابن حبان فی صحیحہ و ابن جریر و طبرانی و حاکم و بخاری و مسلم و سعید ابن منصور فی سننہ

شق دوم نزول من السما ہے

اول - نزول تابع صعود ہے جب صعود ثابت نہیں نزول ہی نہیں -

دوسرا - قرآن مجید اور کسی حدیث صحیح ضعیف

ہیں نزول من السماء کا لفظ موجود نہیں۔
تیسرا مسیح کی نسبت لفظ بعثت اور اصبح موجود ہے جو ابہی بیان ہوا۔
چوتہا اگر نزول کے لفظ سے آسمان نکالنا ہے تو (الف) انزل لکم من الانعام ثمانیة ازواج ۲۳/۱۵ یعنے ہمنے اتاری تمہارے لئے آٹہ قسم کی یہہ جانور خانگی پرورش والے۔
(ب) قد انزلنا علیکم لباسا ۸/۲ ہمنے تمپر لباس اتارا۔
(ج) انزلنا الحدید ۲۷/۲ ہمنے لوہا اتارا۔
(د) انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا ۲۸/۱۸ اللہ تعالے نے تمہاری طرف ذکر اتارا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا ان اشیاء کو ...
جو تہا نزول میں یہہ بہی ضرور نہیں کہ نازل ہونے والی چیز اپنی جگہ کو خالی کر کر دوسری جگہ اختیار کرے جیسے انا انزلناہ فی لیلة القدر ۳۰/۲۱ قرآن کو ہمنے لیلة القدر میں اتارا یہہ قرآن علم الٰہی میں تہا کیا اب علم الٰہی میں نہیں رہا۔
دوسرا خدا تعالے ہر آخر ثلث اللیل میں آسمان دنیا پر اترتا ہے کیا ایک جگہ کو چہوڑ کر دوسری جگہ [illegible] ہے بلکہ دنیا میں ہر وقت آخر ثلث اللیل موجود رہتا ہے پہر ہر رات کو اترتا ہے معنے وارد [illegible] وہ ایک دفعہ اتر کر پہر کبہی واپس جا ہی نہیں سکتا۔ نستغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔
پانچوان جہان مسافر رات کو ٹہہر جاتا ہے۔ سوار ہو یا پیادہ اوسکو منزل کہتے ہیں کیا مسافر آسمان سے ہی اترا کرتے ہیں۔
چہٹا قرآن مجید کی سات منزلین ہیں جس کو فمی بشوق کہتے ہیں وہان قاری جا کر ٹہہر جاتا ہے کیا قاری بہی وہان آسمان سے اتر کر ہی ٹہہرتا ہے۔
ساتوان۔ حضرت ابی ہریرہ رض سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی طرف سے آویگا ارادہ اسکا مدینہ کا ہوگا حتے ینزل دبر احد احد پہاڑ کے پیچہے اتریگا مشکوٰة۔ کیا یہان بہی مولوی صاحب نزول سے آسمان نکالینگے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ لتنزلن طائفة من امتی ارضا یقال لہا البصرة کنز العمال صـ۱۸۰ حتے ینزلوا علے جسر لہم یقال لہا دجلة۔
کیا یہہ لوگ بہی آسمان سے ہی اترینگے۔
غرض کہان تک نظائر لکہی جاویں مومن کے لئے تو صرف قرآن مجید کے ہی نظائر کافی ہیں اگر کسی کو یہ کافی نہیں تو [illegible] حدیث

بعدہ یومنون۔
آٹہوان اگر نزول کے لفظ میں آسمان کے معنے فرض کئے جاویں تو نزول مسیح بار بار مختلف مقامات پر احادیث میں درج ہے (الف) فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰة فینزل عیسی ابن مریم فامہم۔ کنز العمال صـ۱۷۳
یہ نزول مسیح ملک شام عساکر المسلمین میں درج ہے۔
(ب) اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق کنز العمال صـ۱۹۱ یہہ نزول دمشق کے منارہ شرقی کے پاس لکہا ہوا ہے۔
(ج) حتے ینتہوا الی جبل الخمر وہو جبل بیت المقدس ..... ثم یہبط نبی اللہ عیسی واصحابہ الی الارض کنز العمال صـ۱۹۲
یہان حضرت عیسے مع اپنے اصحاب کے جبل الخمر پر نزول فرمائینگے۔ آگے تو صرف حضرت ہی آسمان پر گئے تہے اب اصحاب کو آسمان پر ساتہ لے گئے تہے۔
(د) ... قلیل وجلہم ببیت المقدس وامامہم رجل صالح فبینما امامہم قد تقدم یصلی بہم صلوٰة الصبح اذ نزل علیہم عیسی ابن مریم صـ۱۹۳ اب یہان نزول خاص بیت المقدس کی مسجد پر ہے۔
(ہ) حتی یاتی الشام مدینة بفلسطین بباب لد فینزل عیسی علیہ السلام فیقتلہ صـ۱۹۴ اب یہ نزول شہر شام پر ہے۔ عساکر المسلمین پر نہیں۔
(و) انہ یطلع من آخر امرہ علی بطن الاردن علی ثنیة رفیق ..... فلما قاموا یصلون نزل عیسی بن مریم امامہم فصلی بہم صـ۱۹۵ اب یہ نزول ہزاروں کے روبرو میں ہے۔
(ز) فیفرون المسلمون الی جبل الدخان بالشام فیاتیہم فیحصرہم فیشتد حصارہم ویجہدہم جہدا شدیدا ثم ینزل عیسی فینادی صـ۱۹۶ اب یہ نزول جبل دخان پر ہے۔
(ح) فیحصرون حصرا شدیدا ویزلزلون زلزالا شدیدا فیصبح فیہم عیسی ابن مریم صـ۱۹۶ اب یہ ... میں ہے۔
(ط) فینزل عیسے بن

کنز العمال صـ۱۹۷ اب نزول دروازہ دمشق پر ہوگا۔
اب اگر فی الواقع نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے ہیں تو ۹ دفعہ نزول مسیح علیہ الصلوٰة مختلف مقامات بلکہ مختلف اوقات میں کیونکر ہوگا کیا وہ بار بار دجال وغیرہ سے ڈر کر آسمان پر بہاگ جاوینگے۔ جیسے پہلے دفعہ یہود سے ڈر کر آسمان پر بہاگ گئے تہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ یا جیسے انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مجمع سے حضرت مسیح بقول اناجیل کہسک جاتے تہے اب بہی اسی عادت مستمرہ کے مطابق بہاگتے رہینگے پہر نعوذ باللہ ایسے بہگوڑے جرنل کو کئی ہزار سال بیٹہا رکہنے کی اللہ تعالے کو کیا مجبوری پیش آئی حالانکہ وہ مسیح کلمة اللہ جیسے لا تعد ولا تحصی کلمة اللہ پیدا کر سکتا ہے بلکہ کلمات اللہ تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتے جیسے فرمایا مَا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ ۲۱/۱۲ خدا تعالی کے کلمات کبہی بہی ختم ہونے میں نہیں آتے۔
سچ ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ۱/۲ وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ ۲/۱
سوال دوم۔ دجال ایک شخص ہوگا۔ تکثیر کہ یہہ خلاف جمہور ہے۔
عجب کہ یہہ معترض نام کے مولوی نہ قرآن کا نام لیتے ہیں نہ حدیث کا نہ کوئی آیت قرآن اپنے اعتراض کے متعلق پیش کرتے ہیں نہ کوئی حدیث بہرحال میں اول حدیث سے پہر لغت سے انشاء اللہ جواب دونگا۔
اول حدیث میں ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلی من العسل وقلوبہم قلوب الذئاب یقول اللہ عز وجل ابی یغترون ام علی یجترؤن حلفت لابعثن علی اولئک منہم فتنة تدع الحلیم منہم حیران۔ ابو ہریرة کنز العمال صـ۲۷۸ جلد ۷ کتاب القیامة۔
حدیث دوم۔ ان تحی کان فتنة فال... فاقتلہ فیہلکہم اللہ کنز العمال صـ۱۷۸
حدیث سیوم۔ ویسلط اللہ تعالے علیہم المسلمین فیقتلونہم صـ۱۹۶
پس احادیث میں بلحاظ لفظ کے ضمیر مفرد کی آئی ہے۔ اور بلحاظ معنے کے کہ وہ کثیر ہیں ضمیر جمع کی بہی آئی ہے۔
اب لغت میں بہی دجال کے معنے فرقہ کے ہیں+

دوسرا الدجال فرقة عظیمة تغطی الارض بکثرة اہلہا وقیل ہی تحمل المتاع للتجارة تاج العروس شرح قاموس صـ۳۱۸ جلد ۷۔ دجال ایک کمپنی ہے جو زمین کو اپنی کثرت سے ڈہانک لیگی۔
ہر ایک سوال میں کثرت جمہور پبلک پر مولوی صاحب زور دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور سنت اللہ سے یہہ مولوی صاحب محض ناآشنا ہیں۔
میں دکہاتا ہون کہ اکثر کی نسبت قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۱/۱ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ۱۳/۲ اَکْثَرُکُمْ فَاسِقُوْنَ ۱۴/۴ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۷/۶ اَکْثَرُہُمْ یَجْہَلُوْنَ ۸/۱ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۹/۴ یہ تو اللہ تعالے کا قول ہے۔
اب ذرا فعل الٰہی پر بہی غور کرو انبیاء بہ نسبت دیگر لوگون کے قلیل ہیں یا کثیر۔ بادشاہ بہ نسبت رعایا قلیل ہین یا کثیر۔ مولوی بہ نسبت جہلا قلیل ہیں یا کثیر۔ امرا بہ نسبت غربا قلیل ہیں یا کثیر بہرحال دیکہو حیوانات نباتات جمادات ملایک ستارگان کے کیا اب بہی آپ کے نزدیک جمہور کا لفظ ہی حجت ہے۔
تیسرا مولوی صاحب کو دہوکہ لگا ہے یا دہوکہ دینا چاہتے ہیں۔ لفظ دجال کے لئے مرجع ضمائر بلحاظ لفظ دجال بعض احادیث میں مفرد آیا ہے مگر اس کے مقابل لفظ جمع والی احادیث بہی نقل کی گئی ہیں۔
چوتہا۔ قاعدہ زبان عرب کا ہے کہ کبہی ضمیر بلحاظ لفظ کے لاتے ہیں اور کبہی بلحاظ معانی کے مثلاً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ہُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۱/۲ اب یقول بلحاظ مَن کے فرمایا اور اٰمنّا اور وما ہم اور بمؤمنین بلحاظ معانی جمع فرمایا۔
پانچوان۔ یہہ سلسلہ دجالیہ واحد بہی ہے اور جمع بہی ہے جسطرح تحصیلدار اپنے علاقہ میں ایک ہوتا ہے مگر چند تحصیلدارون کا افسر اعلے ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے وہ بہی اپنے ضلع میں ایک ہی ہے مگر چند ڈپٹی کمشنرون پہ کمشنر ہوتا ہے۔ اسیطرح کمشنرون پہ ایک لفٹنٹ چند لفٹنٹون پر ایک وایسرائے چند وایسرایون پہ ایک سکرٹری آف سٹیٹ۔
اسی طرح یعنیہ پادریون کا بہی سلسلہ ہے مثلاً بپتسمہ دینے والا ایک ہی ہوتا ہے+ یا دریاون نے بہی

+نوٹ۔ کل احادیث کنز العمال جنکا حوالہ دیا گیا احادیث سے متعلقہ فقرات لئے گئے ہیں کیونکہ کل احادیث کی نقل کرنے سے بڑی کتاب بن جاتی تہی۔ منہ

. . . .

. . . .

. . . . پادریوں [illegible]

ہی [illegible] سلطنت کی طرح اضلاع اور تحصیلیں اور صوبہ اور گورنریاں وغیرہ بنائی ہوئی ہیں۔ چند پریچروں (منادوں) پر ایک افسر (بشپ) ہوتا ہے۔ چند بشپوں کا افسر ایک لارڈ بشپ ہوتا ہے چند لارڈ بشپوں پر ایک وایسرائے بشپ ہوتا ہے۔ اسی واسطے احادیث میں ضمیر دجال کی طرف راجع کبھی واحد ہوتی ہے کبھی جمع کیونکہ دجال میں وحدت بھی ہے اور کثرت بھی۔ اسلئے دونوں قسم کے ضمائر احادیث میں موجود ہیں فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ۔

چھٹا یہہ الفاظ پیشگوئی کے ہیں اور پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت کوئی نہیں سمجھ سکتا اسی واسطے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ فَتَعْرِفُوْنَہَا پ۲۰ اللہ تعالےٰ تمکو اپنے نشان دکھلاویگا سو بعد دیکھنے نشانات کے تمکو انکا اصلی اصلی عرفان ہوگا یعنی قبل از ظہور چاہئے کہ تم لوگ صرف الفاظ پر ایمان رکھو اور قبل ازوقت کسی پیشگوئی کے کسی معنی میں عرفان کا [illegible] کہ عرفان کا وقت بعد از ظہور ہے یہی وجہ ہے کہ [illegible] مخالف قبل ازوقت پیشگوئیوں کے معانی کرنے کے سبب ٹھوکر کھا رہے ہیں۔ یہہ مرحلہ [illegible] نازک اور سخت خطرناک ہے جبکہ خود انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے بھی پیشگوئیوں اجتہاد سے معنے بیان کرنے میں غلطی ممکن ہے جو مہبط وحی ہیں۔ اور معصوم عن الخطا ہیں اور جنکے وحی کی تبلیغ تک برابر چوکی پہرہ ملایک کا رہتا ہے تو دوسرے لوگوں کے معانی پر اسقدر اصرار کرنا ناسمجھی اور عدم تدبر فی القرآن اور احادیث ہے یا تعصب ہے۔

ساتواں جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا پ۲۶ یعنے اللہ تعالےٰ نے جو اپنے رسول کو رؤیا دکھایا وہ رؤیا سچا تھا اور حق و حکمت کا بھرا ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ تم لوگ داخل ہوگے اس مسجد حرام میں اور تمہارا اس مسجد حرام میں داخل ہونا پختہ اور یقینی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی مشیت اسمیں ہو چکی ہے تمہارا دخول امن کے ساتھ ہوگا حلق کروگے اور بعض قصر بھی کرینگے کوئی خوف تمکو نہ ہوگا۔ مگر یہہ بات کہ کب ہوگا اسی سال یا آیندہ سال یہہ تم کو معلوم نہیں۔ یہہ بات اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ لہذا فرمایا اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ تم لوگ نہیں جانتے دیکھو اس آیت شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ مخاطب ہیں اور اللہ تعالےٰ پیشگوئی کے متعلق صاف صاف لفظوں میں اپنے اوس نبی کو فرمایا جو علم الاولین والآخرین دیا گیا ہے اور جو افضل الانبیاء والرسل واصفی الاصفیا ہے صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ واتباعہم اجمعین کہ یہہ پیشگوئی ہے اسکا علم تفصیلی جس سے عرفان حاصل ہو تمکو نہیں۔ چنانچہ بعد صلح حدیبیہ جب وہ صلح بظاہر صورت میں دبکر صلح کرنے کی صورت میں تھی صحابہ کے عرض کرنے پر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے کہا تھا کہ اسی سال یہہ واقعہ ہوگا۔ جبکہ افضل الخلق اور اکرم الخلق اور سید الخلق صلے اللہ علیہ وسلم کو پیشگوئیوں کا کامل تفصیلی علم نہیں جو عرفان کے درجہ کو پہونچ جاوے تو جمہور کیا چیز ہیں کہ جنکے معانی کے جو قبل ازوقت کئے گئے ہوں پابندی اور اعتبار اور بھروسہ کیا جاوے۔

آٹھواں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بعض پیشگوئیاں فرمائیں اور ان کے معنے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے۔

(الف) ہجرت کی جگہ حضور کو دکھائی گئی آپ نے [illegible] یا یمامہ سمجھا مگر بعد ہجرت معلوم ہوا کہ مدینہ تھا۔

(ب) [illegible] لحوقا بی اطولکن یدا یعنے سب سے پہلے وہ بیبی میرے انتقال کے بعد ملیگی جسکے ہاتھ لمبے ہوں گے [illegible] ازواج مطہرات اہل بیت لگیں ایک دوسرے سے ہاتھ اپنے اپنے ناپنے جسکے ہاتھ لمبے تھے یعنے سودہ وہ خوش ہوئیں مگر واقعات نے ثابت کردیا کہ لمبے ہاتھ کے معنے سخی کے ہیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ہاتھ ناپنے سے منع نہیں کیا۔

(ج) تقارب الزمان کی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم کسنۃ ویوم کشہر الحدیث [illegible] دجال کے زمانہ میں ایک دن سال کا ہوگا اور ایک دن مہینہ کا اسپر صحابہ نے سوال کیا کہ پھر نماز دن کا کیا حال۔ فرمایا اندازہ کر لینا تو اب اس کے معنے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے جو کئے وہ واقعات کے مطابق نہیں نکلے [illegible] ریل، ڈاک، مشینوں نے ثابت کردیا کہ بعض کام سال کے ایک دن میں ہوجاتے ہیں جیسے کپڑا کی مشینیں تار برقی اور دوسرے کارخانجات مشینیں ومطابع وغیرہ کے اور بعض کام ایک [illegible] کے ایک دن میں جیسے ریل ڈاک سلائی کی مشینیں وغیرہ

اس حدیث میں ایک لطیف اشارہ اسبات کی طرف بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسلام ایسے ایسے ملکوں تک پہونچ جاویگا جہاں مدت تک دن رہتا ہے یا مدت تک رات رہتی ہے۔ اور نیز یہ بھی اشارہ ہے کہ اسوقت گھڑیوں کی اشاعت بکثرت ہوجاوے گی۔

علی ہذا القیاس اور بہت سی احادیث ہیں جنکی تفصیل کے متحمل یہہ خط نہیں ہے۔

نواں۔ الفاظ پیشگوئی محتمل المعانی ہوتے ہیں جو دو دو تین تین معانی کے متضمن ہوتے ہیں۔ جیسے لمبے ہاتھ والی حدیث میں اور نزول مسیح کی حدیث میں اور بعض پیشگوئیوں میں ایک حصہ پیشگوئی کا مخفی رکھا جاتا ہے جیسے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ میں۔ یہہ نہیں بیان فرمایا کہ دخول مسجد الحرام اس سال ہوگا یا آیندہ بعض پیشگوئیوں میں استعارات ہوتے ہیں جیسے ریل کو بلحاظ اسکی آواز (بھک بھک) کے اور درازی کانوں کے گدہا فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہود کو بلحاظ انکی بدافعالیوں و بداخلاقیوں کے خنازیر فرمایا اور بلحاظ مسلوب ہوجانے سلطنت کے اور ہمیشہ کے لئے ذلیل ہوجانے کے قردہ فرمایا جسکی تشریح دوسری آیات میں بھی اللہ تعالےٰ نے خود کردی۔

(الف) فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ پ۱ وہ گرفتار ہوگئے ایک عظیم الشان غضب میں بسبب انکار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہہ دوسرا غضب ہے اور پہلے بھی بسبب انکار حضرت مسیح کے ایک بڑے غضب میں گرفتار تھے اور (ب) لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ پ۶ بنی اسرائیل میں سے جو منکر ہوئے وہ خدا تعالےٰ کے فضل اور سلطنت سے دور کر دئے گئے۔

(ج) وَضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ پ۱ اور ان پر ذلت اور مسکنت ماری گئی۔ یعنے وہ ہمیشہ ذلیل رہیں گے اور کبھی انمیں حرکت پیدا نہوگی جس سے ان کو سلطنت مل سکے یا جیسے اس امت کے متعصب مولویوں کو یہود فرمایا اور سخت یہود فرمایا [illegible] القذۃ بالقذۃ والنعل بالنعل اور اسی مناسبت سے انکے ہادی کا نام مسیح رکھا کہ [illegible]

پس ایسے حالات میں قبل ازوقت کسی پیشگوئی کے معنے کرنا اور پھر اسپر [illegible] کر لینا [illegible] کا باعث [illegible]

[illegible]

قبل ازوقت معانی کرنے اور اسپر یقین [illegible] منع کرنے کے لئے امم سابقہ کا حال بیان فرماتا ہے اور اسی آیت کے ضمن میں حضرت [illegible] مسیح موعود کی پیشگوئی بھی فرماتا ہے

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَہْوٰۤی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ پ۱

یعنے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی اور اسکے پیچھے اور رسول بھیجتے رہے۔ اور دی ہمنے عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے نشانات اور اسکی تائید [illegible] کلام پاک سے کی یہہ ایک پیشگوئی ہے جو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کے لئے کی ہے یعنے چونکہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مثل موسیٰ ہیں اور سلسلہ خلافت جسطرح بعد موسیٰ کے چلا تھا اسیطرح اس امت میں بھی حسب آیت استخلاف چلیگا اور بعینہ اسیطرح آخری خلیفہ چودہویں صدی پر مسیح موعود آویگا۔ اب جو جو اس مسیح موعود کے ساتھ مخالفت پیش آئیگی اسکا نقشہ اللہ تعالےٰ اسطرح کھینچتا ہے کہ

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ یعنے تم لوگوں کی ہمیشہ سے عادت یہی چلی آئی ہے کہ جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس آیا ہے اور اسنے تمہاری گری ہوئی خواہشوں کے برخلاف بیان کیا ہے تمنے تکبر کیا سو کسیکو جھوٹا کہا اور کسی کو قتل کرنا چاہا جیسے داؤد علیہ السلام کو جسکا ذکر سورۂ ص میں ہے اور عیسےٰ علیہ السلام کو جیسے مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ پ۳ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ پ۳ سے ثابت ہوتا ہے۔

جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بچالیا اور بعض کی تکذیب کی۔ چنانچہ تم مسیح موعود کے ساتھ بھی ایسا ہی کروگے۔ تکذیب کروگے۔ اور مقدمات قتل دائر کراؤگے جسکا نتیجہ بعد ثبوت پھانسی ہوتا ہے۔ اور وجہ اس مخالفت کی یہہ ہے کہ وہ تمہاری خواہشوں کے [illegible] تمہاری گری ہوئی [illegible] خلاف بیان کرتا ہے۔ تم اپنی نادانی کے سبب پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت کر لیتے ہو اور اسپر ایسا یقین کر لیتے ہو کہ گویا تم عالم الغیب ہو اور تمہارا [illegible] عالم الغیب کی طرح غلطی سے پاک ہے

غرض مومن کا کام نہیں کہ پیشگوئی کے معنے قبل ازوقت خود کر کر اسپر پختہ ہوجاوے تاکہ [illegible] پھر اسکا علم [illegible]

یہود نے بھی کی کہ ملاکی کتاب سے جسمانی صعود و نزول
ایلیا قبل آنے مسیح کے اپنے زعم میں قبل از وقت
سمجھ کر اسپر جم گئے اور صرف اسکے ماننے سے
محروم ہی نہیں رہے بلکہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ بھی ہو گئے پھر دوسری
غلطی انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
پیشگوئی میں کہائی کہ استثنا ۱۸ میں تہا کہ میں
ان کے لئے ان کے بہائیوں میں سے تجہہ سا ایک
نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں
ڈالونگا بہائی کا لفظ اس پیشگوئی میں محتمل المعانی
تہا یعنے توریت میں بہائی کا لفظ بنی اسرائیل اور
بنی اسماعیل دونوں پر بولا جاتا ہے مگر انہوں نے
بہائی کے معنے قبل از وقت بنی اسرائیل ہی سمجہے
اسلئے انہوں نے نہ مانا تو اسپر دوسرا غضب وارد
ہوا لہذا بَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۱۲
ہو گئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری امت بہی ایسے یہود کے ساتہہ مشابہت
پیدا کرے گی جیسے ایک پانون کا جوتا دوسرے
پانون کے جوتے کے ساتہہ مشابہہ ہوتا ہے اسیواسطے
اللہ تعالےٰ نے اس امت مرحومہ کو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کی دعا سکہائی کہ
یہود کے مولویوں پر بسبب انکار مسیح غضب الہی
رجز من السماء یعنے طاعون نازل ہوا تم
مسیح موعود کا انکار نہ کرنا تا کہ تم بہی بسبب تبدل
حکم الہی کے جو مسیح موعود کے ماننے کی نسبت
بار بار قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوا ہے
وہ عذاب طاعون نازل نہو اور تم پر فَبَدَّلَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ
کا فتویٰ نہ لگ جائے اسیواسطے اللہ تعالےٰ
نے سورہ فاتحہ کی قرأت ہر ایک نماز میں فرض
کردی تاکہ مومن کو یہہ بات دن میں کم سے کم ۳۲
دفعہ تو یاد آجایا کرے تاکہ وہ اس غضب سے بچ
رہے لہذا مولوی صاحب کو چاہیئے کہ وہ اس امر
میں خوب غور کریں اور وقت غور اللہ تعالےٰ کو
اور موت کو یاد کریں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کریں
کہ اللہ تعالےٰ صراط مستقیم جس سے وہ
انعام دیتا ہے اور بعد انعام کبہی بہی غضب نہیں
کرتا دکہائی -

سوال ششم احادیث اور دیگر بزرگان دین
کے اقوال و معتقدات سے ثابت ہے کہ حضرت
عیسےٰ کفار سے لڑینگے تحریری لڑائی کا کوئی
ثبوت نہیں صرف یضع الحرب عدد احادیث
میں قابل قبول نہیں -
[illegible] مولوی صاحب کو کیون
دقرآن [illegible] سے یہہ معلوم ہوتا ہے

کہ بدوز وطمع دیدہ ہوشمند والا معاملہ ہے مولوی
صاحب کو خونی مہدی کا نام سنکر منہ سے
پانی بہہ رہا ہے اور اللہ تعالےٰ کے اس امن و حریت فطری
امن کو جو بذریعہ سلطنت معدلت مہد سرکار
انگلشیہ تمام انڈیا کو حاصل ہے قدر نہیں کرتے
بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ انکا خونی مہدی آوے اور
۵۷ء کی طرح تمام ملک پر بلا و بے غدر ہو کر
انکو لوٹ کا مال ہاتھ آجاوے -
دوسرا مولوی صاحب نے جسقدر دعاوی پیش
کیئے کسیکا بہی ثبوت اور حوالہ نہیں دیا - نہ اس
سوال میں نہ گذشتہ سوالوں میں -
تیسرا احادیث سے جو بعض بزرگان دین نے
معنے سمجہے ہیں وہ حسب التشریح -
جواب سوال ۲ قابل اعتبار نہیں وہ احادیث
پیشگوئی کے متعلق ہیں جنکے معنے قبل از وقت
سمجہنا یا سمجہنے کا دعوےٰ کرنا دعوے عالم الغیب
ہونیکا ہے -
چوتھا جن بزرگان دین نے کوئی معنے اگر کیئے
ہیں تو انہوں نے مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ
إِلَيَّ کیطرح متنزل معنے لئے ہیں جو قابل اعتبار
نہیں -
پانچواں کسی نے بزرگان دین میں سے دعوےٰ
نہیں کیا کہ یہہ میرے معنے صحیح ہیں اسکے سوا
معنے غلط ہیں -
چھٹا اگر کوئی شخص ایسا دعوےٰ کربہی دیتا تو اس
کا دعوےٰ قابل اعتبار نہ تہا کہ اس کا دعوےٰ
خلاف نص صریح کے تہا جو بحوالہ نَعْلَمُ مَا لَمْ
تَعْلَمُوا اور سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا
ہے - جو جواب سوال ۶ میں لکہا گیا -
ساتواں وہ معنے حسب نص صریح قرآنی أَفَكُلَّمَا
جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ کے موجب
اضلال ہیں اسلئے بہی قابل اعتبار نہیں کیونکہ
اللہ تعالےٰ نے اسکا نمونہ بیشتر بیان فرمادیا -
آٹھواں تلوار کی لڑائی اللہ تعالےٰ کے حکم صریح
کے خلاف ہے اللہ تعالےٰ نے آیت استخلاف
میں مسیح موعود کو مثل مسیح بنی اسرائیل کے قرار دیا
ہے یعنے جیسے وہ صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی
صلح کا شاہزادہ ہوگا آیت استخلاف یہہ ہے
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۲۴
یعنے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مومنین
صالحین پر [illegible] قائم رہے گا جیسے موسوی
شریعت [illegible] نہیں مطابق آیت

مثلیت (إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا
شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ
فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۲۹ یعنے جو ہمنے رسول
تمہاری طرف بہیجا ہے یہہ مانند اس رسول کے ہے
جو فرعون کیطرف بہیجا تہا) کے آخری خلیفہ
صلح کا شاہزادہ تہا یہہ بہی صلح کا شاہزادہ ہی
ہوگا - جب قرآن مجید سے لڑائی تلوار کی مسیح
موعود کے لئے منع ثابت ہوتی ہے تو بزرگان
دین کے اقوال خلاف قرآن مجید کسطرح قابل
پذیرائی ہو سکتے ہیں - کیا آپ ان بزرگان دین
کو موافق اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ کے رب مانتے ہیں
نواں مولوی صاحب نے اپنے اعتراض میں یہہ بہی
لکہا ہے کہ احادیث سے بہی لڑائی مسیح موعود کی
ثابت ہے انہوں نے احادیث کا حوالہ نہیں دیا
تاکہ انکے معانی پر غور کیا جاتا (ب) احادیث
کے الفاظ پیشگوئی کے الفاظ ہیں جو کئی کئی معنوں
کا احتمال رکہتے ہیں - قرآن مجید کی نسبت دعویٰ
ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ
لَحَافِظُونَ - یعنے ہم ہی اس قرآن کو نازل کیا
اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے رہینگے اور کسی
حدیث کی نسبت یہ دعویٰ نہیں (ج) روایت
حدیث عموماً بالمعنے ہوتی ہے تو الفاظ حدیث
بعینہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں
ہوتے اور قرآن مجید کے الفاظ بعینہ اللہ تعالےٰ
کے الفاظ ہیں (د) الفاظ احادیث کے سمجہنے
میں بعض دفعہ صحابہ سے غلطی بہی واقع ہوئی
ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک
دفعہ جارہے تہے اور کسی یہودی کی میت پر لوگ
رو رہے تہے تو فرمایا کہ یہہ تو رو رہے ہیں اور
میت کو عذاب ہو رہا ہے - اسپر حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے سمجہا کہ يعذب الميت ببكاء
اهله عليه میت کو گھر والوں کے رونے
کے سبب عذاب ہوتا ہے - جب یہہ خبر حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچی آپنے فرمایا
اللہ تعالےٰ عمر پر رحم کرے یہہ قرآن کے خلاف
ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ
کوئی کسی کا بوجہ نہیں اٹھاتا -
کیا مولوی صاحب کے نزدیک انکے وہ بزرگان
دین حضرت عمرؓ سے بہی بڑہ کر تہے یا معصوم تہے
غرض جبکہ روایت حدیث عموماً بالمعنے ہے اور الفاظ
حدیث راوی کے اپنے ہوتے ہیں اور احتمال غلط فہمی
کا بہی لگا ہوا ہے تو ایسے حالات میں احادیث [illegible]
قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتے ہیں -
دسواں [illegible]

ب - انکو خدا کی مار اور لعنت اور دوری - حدیث
میں جو مصلی کے آگے سے گذرے فَلْيُقَاتِلْهُ فرمایا
یعنے اس گذرنے والے کو دور کرا سکے یہ معنے تو
نہیں کہ قتل کرڈال مجمع البحار میں لفظ قتل کے
معنے ہیں لکہا ہے کہ لیس کل قتال بمعنے القتل
سارے قتال بمعنی مار ڈالنے کے نہیں ہوتے - قتل
کے معنے دفع شر کے بہی ہیں جیسے حدیث افک
میں ہے قتل الله سعدا فانه صاحب
فتنة وشر ای دفع الله شره اللہ تعالیٰ
اس کا شر دور کرے - اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو
تو مجمع البحار کو دیکہہ لو -
گیارہواں خونی مہدی کا قتل جیسا کہ ہمارے
مخالفین سمجہے ہیں سنت مستمرہ الہیہ اور اسکی
ربوبیت اور رحم کے خلاف ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ
مِنَ الْغَيِّ ۳ دین یعنے جن کاموں پر جزا و سزا
مترتب ہوتی ہے انمیں سے کوئی کام بہی جبر سے
اور اکراہ سے منوانا جائز نہیں بلکہ طریق ہدایت
یہہ ہے کہ رشد اور غی دونوں کہل جاویں
یعنے ایسی تدبیر سے سمجہانا چاہیئے کہ جو کام کسی سے
ترک کرانا ہے اسکی بدی مدلل طور پر بیان کی جاوے
اور جسکام کے کرنے کا اسکو راہ دکہانا ہے اسکی خوبیاں
بیان کی جاویں - اور ہرگز جبر نہ کیا جاوے - اور
فرمایا ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ
الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ ۱۴ اپنے رب کے راستہ کی طرف
لوگوں کو دعوت کر نہایت دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح
سے اور اگر باوجود عمدہ عمدہ نصائح کے مخالف کی
طرف سے جدال تک نوبت پہونچ جاوے تو تیری
طرف سے وہ جدال ہو جسپر احسن کا اطلاق ہوسکے
یعنے احسن طریق اور عمدہ تدابیر سے اس جدال کو دفع
کر چنانچہ دوسری جگہ اسکی تصریح بہی موجود ہے
ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۱۸
یعنے اگر بدی پیدا ہو جاوے تو عمدہ عمدہ تدابیر
اور خوبیوں کے ساتہہ دور کرنا چاہیئے پہر اور جگہ
اس سے بہی بڑہکر تاکید فرمائی وَمَنْ أَحْسَنُ
قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَ
قَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ
وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۲۴ خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو
دعوت کرنے سے اور کونسا کام قولاً وفعلاً اچہا ہو سکتا
ہے [illegible] کہ وہ خود بہی ایسی اصلاح
[illegible] قولاً و فعلاً دعوے کرسکے کہ
[illegible]

مسلمان ہوئے۔ یہہ تو ہے قطعاً ہر ایک انسان مانتا ہے کہ نیکی اور بدی دونو برابر نہیں لہذا اسکو مناسب ہے کہ جب اسکے مقابل کوئی بدی کرے تو یہہ نیکی کے راستہ کو نہ چھوڑے بلکہ اس بدی کے مقابل ایسی خوبی سے اس بدی کو دور کرے کہ وہی بدی کرنے والا اس کا دوست بلکہ اسکا طرفدار اور حمایتی بن جاوے۔ غرض مین کہانتک ان آیات کو لکھون یہہ مختصر خط اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

بارہوان۔ اگر قتل سے مراد مار ڈالنا ہی لیا جاوے تو یہہ ضرور نہیں کہ وہ قتل تلوار کیساتھہ ہی مخصوص ہو اور یہہ بھی ضرور نہیں کہ مسیح کے اپنے ہاتھہ سے ہی قتل واقع ہو بلکہ بادشاہ کیطرف سے اگر اسکی فوج قتل کرے تو وہ قتل بھی بادشاہ کیطرف ہی منسوب ہوتا ہے سو اس لحاظ سے مسیح موعود کے انکار کے سبب جیسا کہ سنت آلہیہ ہے۔ طاعون اور سیلاب زلازل سے لاکھون انسان تباہ اور ہلاک ہوئے اور ہو رہے ہیں اور یہہ طاعون و زلازل اسوقت نمودار ہوئے جبکہ مسیح موعود کی طرف سے بذریعہ رسائل و اشتہارات و ظہور صدہا بلکہ ہزارہا معجزات و نشانات کامل تبلیغ ہوچکے اور یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے مکذبین انبیاء کے ساتھہ پیش آئی اور یہی سنت اللہ قیامت تک رہیگی بلکہ قیامت کو بھی مجرمین کو یہی الزام دیا جاویگا جیسے فرمایا یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا پ ۸ اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے جو میرے احکام تمکو کھول کھول کر بیان کرتے اور اس دن کے عذاب سے تمکو ڈراتے۔ اسی سنت اللہ کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ پ ۲۰ جب لوگون پر اللہ تعالیٰ کا الزام قایم ہوجاویگا اور فرد قرارداد جرم لگ جاویگا ہم انکی سزا اور سرکوبی کے لئے دابۃ الارض یعنے طاعون نکالینگے اور وہ انکو زخمی کریگا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نشانات و احکام کو نہیں مانا کرتے تھے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید مین اسقدر ہیں کہ اگر جمع کی جاوین تو اسی ایک مسئلہ خونی مہدی کی تردید مین ایک بڑی ضخیم کتاب بن جاتی ہے لہذا مینے اب اسی پر ختم کرنا مناسب سمجہا۔

سوال چہارم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو علیحدہ شخص ہونگے۔

جواب۔ خوے بدرا بہانہ بسیار۔ اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے مخالفین کو بڑی بہاری روک ہے اور وہ آج کی نہیں بلکہ ہمیشہ پرانی روک ہے جو بمضاہئون قول الذین کفروا من قبل پ ۱۱ کے ہمیشہ سے ہے وہ لفظ منا اور منکم اور منہم کا جہگڑا ہے جو حضرت نوح سے برابر چلا آتا ہے باقی یہ اعتراضات بہانے ہیں۔ چنانچہ نوح اور ہود دونوں فرماتے ہیں أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ پ ۸ کیا تم کو تعجب ہے اس بات کا کہ ایک آدمی تمہارے پاس تمہی مین سے عذاب آلہی سے ڈرانیکے لئے آگیا۔ ثمود نے حضرت صالح کو کہا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا پ ۲۷ کیا ایک آدمی کے ہم تابع ہوجاوین تو تو ہم گمراہ ہوئے بلکہ پاگل کیا یہہ بڑا عظیم الشان قابل تذکرہ بنانے والی بات ہم مین سے اسکو دیگئی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی اعتراض ہوا۔ وعجبوا ان جاءهم منذر منهم پ ۲۳ انہون نے تعجب کیا جب انکو انہیں مین سے ڈرانیوالا آگیا حالانکہ استثنا ب ۱۸ مین لکھا تھا کہ تمہارے بھائیون مین سے آویگا چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی نسبت پیشگوئی فرمائی ہے کہ یہہ بھی بعینہ یہود بن جاوینگے طابق النعل بالنعل یعنی جیسے دائین پاؤن کا جوتا بائین پاؤن کے جوتے سے بسبب کامل مشابہت یکسان ہوتا ہے اسیطرح یہہ امت بھی ہوجاویگی لہذا ضرور تہا کہ یہ اعتراض بھی باوجود موجود ہونے لفظ منکم و منہم کے پیشگوئیون مین پیدا ہوتا اول اللہ تعالےٰ نے فرمایا یَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ پ ۸ اے اولاد آدم تمہارے پاس رسول تم ہی مین سے آئینگے۔ دوسرا مسیح موعود کی نسبت اللہ تعالےٰ نے خصوصاً منکم کا لفظ فرمایا اور اسکے انکار پر فاسق کا خطاب دیا جیسے فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ پ ۱۸ ترجمہ گذر چکا۔ تیسرا فرمایا وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ پ ۲۸ یعنے ہم نے آخرین میں بھی انہیں میں سے رسول بھیجا ابھی وہ آخرین تمہارے ساتھہ شامل نہیں ہوئے اسکی تفسیر کی نسبت مفصل الحکم جلد ۱۰ ۔۔۔ ۱۷ اپریل ۱۹۰۶ء میں درج ہوچکا ہے۔

چوتہا۔ یہہ قانون آلہی ہے کہ ہمیشہ ہر ایک قوم کا رسول انہیں میں سے بھیجتا ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ پ ۱ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ پ ۱۲ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا پ ۱۲ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا پ ۸ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ پ ۸ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا پ ۸ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ پ ۷ اسیطرح موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ سلسلہ پر غور کرلو لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ پ ۱۱ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ پ ۱۴ اللہ تعالیٰ نے ذکر والونپر الزام ہی قایم کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجنبی نہیں بلکہ تم مین سے ہی ہیں۔

پانچوان۔ نبی اگر اجنبی ہو تو وہ قابل اعتبار ہی نہیں ہوتا اسی واسطے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولقد لبثت فيكم عمرا من قبله پ ۱۱ مین تمہارے درمیان اپنی عمر کا بہت سا حصہ گذار چکا ہون اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے ما ضل صاحبكم پ ۲۷ فرمایا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہیں یعنی تم ہی میں سے ہیں۔

چہٹا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا بفرض محال مان ہی لیا جاوے تو پہر بھی وقت نزول تمام دنیا کا موجود ہونا ممکن نہیں تو پہر اسبات کا کیا ثبوت ہوگا کہ یہ آسمان سے اترا ہے یا جہوٹا مدعی ہے پھر باوجود اسکے وہ اس سنت اللہ کے خلاف بھی ہے جو تمام انبیاء کے ساتھہ اللہ تعالےٰ کی ہے۔

اب مین آپکو دکہلاتا ہون کہ مسیح ہی مہدی ہوگا اور کوئی نہیں ہوگا۔

اول آیت استخلاف سے بلحاظ مثلیت خلفائے امتہ موسوی آخری خلیفہ ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ دو جیسے مسیح علیہ السلام ایک ہی تہا۔

دوسرا وآخرين منهم کا عطف ہے الامیین پر یعنی هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم اسجگہ بھی رسول واحد ہی ہے

تیسرا حدیث لا مهدي الا عيسى بن مريم جسکو معترض خود مانتا ہے۔

چوتہا پانچوان چہٹا۔ حدیث لن تهلك امة انا في اولها وعيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في اوسطها۔ کنز العمال ص ۱۸۷

اب اس سے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ مہدی گذر گیا اور مسیح اکیلا ہی ہے اسکے ساتھہ کوئی مہدی نہیں اس حدیث کو تین جگہ سے اخذ کیا ہے (۱) ابونعیم فی اخبار المہدی (۲) حاکم در تاریخ خود (۳) ابن عساکر۔ یہہ تین تذکیر ہوئیں ان احادیث میں مسیح اور مہدی کے زمانہ کا بہت فاصلہ معلوم ہوتا ہے۔

ساتوان۔ ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض

آٹھوان۔ فبينما كذلك اذ بعث الله عيسى بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء کنز العمال ص ۱۹۱

نوان۔ ثم ياتي عيسى قوم قد عصمهم الله ص ۱۹۱

دسوان۔ ويحصر نبي الله عيسى واصحابه ص ۱۹۲ احمد فی مسندہ۔

گیارہوان۔ فيرغب نبي الله عيسى واصحابه الى الله عز وجل

بارہوان۔ ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض ،،

تیرہوان حتى ياتي الشام مدينة بفلسطين فينزل عيسى فيقتله احمد فی مسندہ کنز العمال ص ۱۹۷

چودہوان۔ نزل عيسى بن مريم امامهم فصلى بهم ابن عساکر کنز العمال ص ۱۹۸

اب ان احادیث مین مہدی کہان ہے اور ان میں تو صاف صاف مسیح کا امام ہونا ثابت ہے۔

پندرہوان۔ ثم ينزل عيسى بن مريم مصدقا بمحمد صلى الله عليه وسلم على ملته اماما مهديا وحكما عدلا فيقتل الدجال طبرانی کنز العمال ص ۱۹۹

دیکھئے اب بھی کوئی مفر ہے انہو مسیح کو امام ہی صرف نہیں فرمایا بلکہ امام مہدی کہکر آپکا سارا جہگڑا طے کردیا اب بھی اگر نہ سمجہو تو تم سے خدا سمجہے۔

سولہوان۔ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم مسلم کنز العمال ص ۲۰۲ امامكم منكم یعنی وہی مسیح تمہارا امام بھی ہوگا۔

سترہوان۔ والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم عيسى ابن مريم حكما مقسطا واماما عدلا احمد فی مسندہ وترمذی کنز العمال ص ۲۰۲

اٹھارہوان۔ كيف بكم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم بخاری کنز العمال ص ۲۱۲

کیا اب بھی اس حدیث کے معنی صاف ہوئے یا اب بھی وہی امام الگ مسیح الگ ہی سمجہوگے۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

انیسوان لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عدلا ابن ابي شيبة فی کتابہ کنز العمال ص ۲۰۳

اب مولویصاحب اسکے مقابل آپ اپنی صدہا احادیث پیش کرین جنمین مسیح و مہدی علیحدہ پائے جاوین۔ اور ساتھہ ہی اسکے اور نعوذ باللہ قرآن مجید کی نص صریح کا بھی مقابلہ کرسکیں۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً۔

سوال پنجم کسی حدیث کا موضوع ہونا الی آخرہ

یہہ سوال پہلے سوالوں سے بھی بڑھ چڑھ کر مہمل ہے مولوی صاحب کو چاہیئے کہ ایسی احادیث کی فہرست پیش کرین جنکو موضوع کہا گیا ہو اور جنکو صحیح مانا گیا ہو اور ان کے طرق ایک ہی ہون ۔۔ اور وہ مردود احادیث قرآن کریم کے مخالف بھی نہون بعد آنے ایسی فہرست کے جواب لکہا جاویگا۔

وصلے اللہ علے سیدنا ومولانا وهادينا محمد واحمد وعلے آلهما واصحابهما وسلم تسليما كثيرا كثيرا والحمد لله رب العالمين۔ ولا حول ولا قوة الا بالله ولا اله الا الله ولا نعبد الا اياه۔

فضل دین حکیم از قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک انکشاف

جس کا یاد رکھنا آپ کے لئے اشد ضروری ہے

الہی میں کیونکر کروں شکر تیرا
تو خالق میں مخلوق ہے فرق اتنا
کہ مفضل تونے ہیں مجھ پر تو لاکھوں
کروں کس طرح شکر پھر تیرا سو لا
قلم جس لئے جیتے اب ہے اٹھائی
مرادیں ہمیشہ تو بر لانے والا
مراد اس سے ہے جو وہ کر دے تو پوری

تو واحد یگانہ میں بندہ ہوں تیرا
زمیں اور سما میں ہے ذرے کا جتنا
ہے چہرہ ہی دیکھا تیرا اپنی آنکھوں
میں عاجز ہوں گندہ اور بندہ تیرا
تو واقف ہے اوس سے جو ہیں ہلائی
جو مانے تجھے اوس کا غم کہانے والا
تو قادر توانا ہے بندہ حضوری

خدا تعالے کے احسان وکرم سے مفرح عنبری کی نسبت اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ اس نے ہندوستان بھر میں اور اوسکے باہر اپنے لئے کیا اثر پیدا کیا ہے۔ اور اشتہاری ادویات سے بدظن شدہ طبیعتوں کو کس طرح اپنا گرویدہ بنالیا ہے کیونکہ یہ کوئی راز سربستہ نہیں۔ چھپی نہیں۔ اور آپ سے پوشیدہ بھی نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ابھی تک خود اسکو استعمال نہیں کیا تو کم سے کم اسکے لئے تعریف سے بھرے ہوئے الفاظ آپ کے کسی دوست کی معرفت۔ رشتہ دار یا ہمسایہ کے ذریعہ اپنے حاکم یا محکوم کے طفیل آپکے کان تک ضرور پہنچ چکے ہونگے کیونکہ ہندوستان بھر میں کوئی جگہ جغرافیائی حیثیت سے ایسی نہیں رہی جہاں اسکا زود اثر ہونے اور اپنے وقت کی بے مثل چیز ہونے کا چرچا نہو اسلئے اسکے متعلق میں زیادہ آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتا +

اب مجھے جو کچھ آپ سے کہنا ہے وہ یہ ہے:-

کہ جب بعض نادان بھائیوں نے مفرح عنبری کی بے طرح ملک میں قبولیت دیکھی تو اکثروں کے پیٹ میں حسد کے مارے گدگدی ہونے لگی۔ اور بعض نے یہانتک کوتہ اندیشی سے کام کیا کہ بیرونجات کی سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے ہمارے اشتہار کے اکثر حصہ کی بعینہ نقل ہی کر دی۔ اور اسطرح نام کے تھوڑی سے تغیر و تبدل سے اشتہار جاری کر دیئے۔ اور اس طرز سے اشتہار لکھے کہ دیکھنے والا سرسری نظر میں سمجھے کہ یہ وہی چیز ہے جسکی ہم ہمیشہ تعریف اور چرچا سنا کرتے ہیں۔ اور بعض نے شروع ہی سے یہ بھی لکھدیا کہ اب اسکی قیمت نصف یا چہارم کی جاتی ہے۔ حالانکہ اصلی قیمت والا اشتہار ان کے نام سے دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ اپنے رحم سے ان کی حالت کی اصلاح فرما دے۔ تا یہ لوگ اس بت پرستی سے باز آدیں۔ اور سمجھیں کہ رزاق صرف وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔

ان اشتہاروں سے یہانتک لوگوں نے دھوکہ کھایا کہ:-

بعض لوگوں کے خطوط ہمارے پاس پہنچے کہ آپ کا اشتہار نصف قیمت کا فلاں جگہ سے یا فلاں اخبار سے ملا ہے سلئے آپ مہربانی کرکے اتنی کو بیہ بھیجدیں۔ تب اونکو جواب لکھے گئے کہ آپنے دہوکہ کہایا ہے ہمارا اشتہار کوئی ایسا نہیں نکلا۔ اور نہ ہمیں مفرح عنبری جیسی قیمتی دوائی کا بے اندازہ خرچ و محنت ایسی اجازت ہی دیتے ہیں کہ ہم اس کو نصف قیمت پر دے سکیں۔

خیر! آمدم بر سر مطلب

اب اس نوٹس کے پڑہنے سے آپ کو مذکورہ بالا علم تو ہوگیا ہے۔ اب اگر کوئی اشتہار اس قسم کا آپ کی نظر سے گذرے گا۔ تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اشتہار کس کی نقل ہے۔ اور اس اشتہار دینے والے کی منشا کیا ہے۔

یہ ہم آپ کو ہرگز منع نہیں کرتے

کہ آپ انکی دوائی نہ خریدیں۔ یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور خدا تعالےٰ سب کا رزّاق ہے۔ یہ امر تو خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کی قسمت پر منحصر ہے۔ جیسا کسی کا عوض ہوگا ویسا ہی اسکا معاوضہ ہوگا +

بالآخر میں ایسے لوگوں کی بھلائی کیواسطے ایک نصیحت کرتا ہوں

کہ اے خدا کے بندو! کامیابی کا یہ طریق نہیں جو تم نے اختیار کیا ہے۔ کامیاب ہونا چاہیے ہو تو رزّاق خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اور کسی کامیاب شخص کی وہ راہ اختیار کرو۔ جس سے وہ کامیاب ہوا ورنہ خالی اشتہاری چوری اور ہیر پھیر سے سوائے خسران کے کچھ نصیب نہو گا۔ اور عاقبت ناحق برباد ہوگی +

مثال کے طور پر تمہیں ایک نظیر بتا دیتا ہوں

اس کے بعد بھی اگر نہ سمجھو تو پھر تمہیں حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ)
دیکھو اور سوچو کہ جب سردار میا سنگہ نے میرے کا سرمہ ایجاد کیا تو اس سے پہلے جہاں تک میرا علم ہے دنیا میں اس نام کا کوئی سرمہ موجود نہ تھا۔ مگر جب دنیا نے اوسے کامیاب ہوتے دیکھا تو اب قریباً ہر ایک اشتہار میں میرے کا سرمہ موجود ہے۔ مگر تم ہی خدارا سوچ لو کہ کون کامیاب ہوگیا۔ اور دوسروں کو کیا ملا۔ فرض کرو کہ اگر تم نے کسی مکر و حیلہ سے یا منت سماجت سے یا کسی کی خوشامد ولجاجت سے کسی کو اپنا ہم خیال ہی بنالیوے تو مت سمجھو کہ کامیابی اسی میں ہے۔ مانا کہ دنیاوی بادشاہت کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہو۔ لیکن احکم الحاکمین کے قانون کے پنجہ سے رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ وہ تو دل کے بھیدوں اور نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے +

اب ناظرین سے میری ایک عرض یہ ہے

کہ کم سے کم آپ اس دھوکہ میں کبھی نہ آویں کہ کبھی کوئی اشتہار دیکھ کر خواہ وہ ہمارے اشتہاروں سے کیسا ہی ملتا جلتا ہو۔ یا مفرح عنبری کے نام سے کیسا ہی قریب تر ہو یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ اور مفرح عنبری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ یہہ اشتہار دینے والے کی اپنی خاص صنعت ہے پھر خریدو یا نہ خریدو یہ آپ کا اختیار ہے۔ اور مفرح عنبری کیلئے ہمیشہ اس نام اور پتہ کو یاد رکھئے +

حکیم محمد حسین قریشی
موجد مفرح عنبری
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور

کیونکہ اس کا ایجاد کرنے والا یہی خاکسار ہے اور ہندوستان میں کامیاب ہونے والی بفضلہ یہی دوائی ہے۔ جسکا نام مفرّح عنبری ہے۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء